جامعہ اشرفیہ لاہور کا ترجمان

ماہنامہ

الحسن

لاہور

بیاد: حضرۃ مولانا مفتی محمد حسن امرتسری

بانی جامعہ اشرفیہ خلیفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

مدیر مسئول

مولانا محمد اکرم کاشمیری

ذیقعدہ/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ جون 2024ء

برکاتِ دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ
بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

”نہیں کوئی معبود برحق ہے مگر اللہ اکیلا، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے ملک (بادشاہت) ہے اور اسی کے لیے حمد وثناء ہے وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے، وہ زندہ ہے کبھی مرے گا نہیں، اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے“

- اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھتا ہے
- اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے
- اس کے دس لاکھ درجے بلند فرماتا ہے

(سنن ترمذي 3428)

بانی

حضرۃ مولانا مفتی محمد حسن امرتسری نور اللہ مرقدہ

خلیفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

کفالت پیکج

شعبۂ حفظ
غیر رہائشی غیر امدادی

ماہانہ خرچ فی طالب علم

5000

سالانہ خرچ فی طالب علم

60000

شعبۂ کُتب
رہائشی امدادی

ماہانہ خرچ فی طالب علم

7500

سالانہ خرچ فی طالب علم

90000

متعلقینِ قرآن وسنت کی خدمت شیوۂ پیغمبری ہے،
آپ حضرات اپنے اور اپنے پیاروں کے صدقۂ جاریہ کے لئے
ایک یا ایک سے زائد طلباء کی کفالت ترتیب میں حصہ لے سکتے ہیں۔

حافظ فضل الرحیم اشرفی مُہتمم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

فون نمبر: 042-37429092-93-94 فیکس نمبر: 37503339

میزان بینک اکاؤنٹ نمبر: 0209-0100423912 البرکہ اسلامی بینک اکاؤنٹ نمبر: 0113121870010

میاں عثمان پراچہ
ونڈر بریڈ گروپ آف انڈسٹریز
کراچی، کوئٹہ، لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی/اسلام آباد، پشاور

WONDER
WONDER BREAD International

Happilac PAINTS
COLORS OF HAPPINESS

مٹتے رہیں داغ
مُسکراتی رہے زندگی

Stain Resistant Matt Emulsion

Remove all water-based stains

جامعہ اشرفیہ لاہور کا ترجمان

ماہنامہ

الحسن

لاہور

جلد ۳۹ | ذیقعدہ/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ بمطابق جون 2024ء | شمارہ ۶

بیاد

حضرت مولانا

مفتی محمد حسن امرتسری نور اللہ مرقدہ

بانی جامعہ اشرفیہ لاہور

ببرکات دعاء

حضرت مولانا

محمد عبید اللہ المفتی نور اللہ مرقدہ

ثمرہ دعا

حضرت مولانا

عبدالرحمن اشرفی نور اللہ مرقدہ

سرپرست و پبلشر

حضرت مولانا حافظ

فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

مدیر منتظم

مولانا قاری ارشد عبید

نائب مہتمم و ناظم اعلیٰ، جامعہ اشرفیہ، لاہور

معاون منتظم

مولانا محمد یوسف خان

ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، لاہور

معاون مدیر

مولانا سیف الرحمن المہند

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

ناظم شعبہ نشرواشاعت

حافظ اسعد عبید

ناظم شعبہ نشرواشاعت، جامعہ اشرفیہ، لاہور

معاونین

جناب عتیق انور ⊙ مولانا محمد امجد کاشمیری ⊙ حافظ عمران حمید اشرفی

معاون پبلشر

مولانا احمد حسن اشرفی

نائب مہتمم و استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

مدیر

حافظ زبیر حسن

نائب مہتمم (دوم)، استاذ الحدیث و پرنسپل معہد ام القرا جامعہ اشرفیہ لاہور

سب ایڈیٹر

حافظ اجود عبید

ناظم شعبہ حفظ و ناظرہ جامعہ اشرفیہ

ناظم ترتیب و پروف ریڈنگ

مولانا عبدالمتین قاسمی

+92-333-4484367

ترتیب

صفحہ نمبر

حمد باری تعالیٰ ..... ﴿فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی ؒ﴾ ۶

نعت رسول مقبول ﷺ ..... ﴿مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۷

کلمۃ الحسن

عید الاضحیٰ، نفلی، حج، عمرہ اور پریشان حال مسلمان ..... ﴿مدیر ''الحسن'' کے قلم﴾ ۸

درسِ قرآن از نکات القرآن

نکات القرآن .. ﴿حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی﴾ ﴿ترتیب و انتخاب: حضرت مولانا محمد حسن اشرفی﴾ ۱۰

درسِ حدیث

عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی فضیلت ..... ﴿مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی مدظلہ﴾ ۱۳

زندگی کے راہنما اُصول

جامع اخلاق ..... ﴿ترتیب و انتخاب: مولانا قاری ارشد عبید مدظلہ﴾ ۱۷

الکلام الحسن

ملفوظات حکیم الامت ..... ﴿ترتیب: مفتی محمد حسن اشرفی مدظلہ﴾ ۱۸

نشر الطیب

آں حضرت ﷺ کا حلیہ مبارکہ ..... ﴿حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۲۰

خلفاء حکیم الامت

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ..... ﴿حافظ قاری ڈاکٹر فیوض الرحمٰن﴾ ۲۳

اصلاح و ایضاح

حج ایک عاشقانہ عبادت ..... ﴿حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۲۶

عشر کا وجوب، نصاب اور ادائیگی کا طریقہ ..... ﴿حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی﴾ ۲۹

قربانی کے فضائل ..... ﴿حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ﴾ ۳۱

اسلام میں حیاء کی اہمیت ..... ﴿حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۳۳

نماز عید الاضحیٰ کی ترتیب ..... ﴿حضرت مولانا زبیر حسن مدظلہ﴾ ۳۵

دل کا اطمینان ..... ﴿شہید حکیم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۳۶

حج کے 5 دن اور اس کا طریقہ ..... ﴿حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ﴾ ۴۰

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل و احکام ..... ﴿مولانا سعد بن اسعد عبید﴾ ۴۷

ذکر الٰہی ..... ﴿مولانا اکرام اللہ ثاقب﴾ ۵۳

مقالات و مضامین

تاریخ مسجد نبوی ..... ﴿حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۵۵

دین کامل اور اتمام نعمت ..... ﴿حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۵۸

اخبار الجامعہ ..... ﴿مولانا حافظ اسعد عبید﴾ ۶۰

شرح نقائس اقبال ..... ﴿ڈاکٹر قاری محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ﴾ ۶۲

تبصرۂ کتب ..... ﴿ع م قاسمی﴾ ۶۷

فی شمارہ ..... ۶۰/- روپے

سالانہ زرتعاون ..... ۶۰۰/- روپے

سالانہ زر تعاون بیرون ممالک

ریاست ہائے متحدہ امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، برطانیہ، ناروے، جرمنی، تھائی لینڈ، برما، ویسٹ انڈیز ..... ۳۰/- امریکی ڈالر

سعودی عرب، انڈیا، بحرین، عمان، متحدہ عرب امارات ..... ۳۰/- امریکی ڈالر

ایران، بنگلہ دیش ..... ۳۰/- امریکی ڈالر

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

شہزاد انور (اکاؤنٹنٹ)

دفتر ماہنامہ الحسن

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ مسلم ٹاؤن لاہور

فون: +92-42-3750 3445

اکاؤنٹ ٹائٹل:

ماہنامہ الحسن

MAHNAMA AL HASAN

بینک اکاؤنٹ نمبر

0112035401127190

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ

شاہراہ قائداعظم لاہور

Email Address:

monthlyalhasan@yahoo.com

Web site:

www.jamiaashrafia.org.pk

- پبلشر: حافظ فضل الرحیم اشرفی
- پرنٹر: ملک عبید محمد موسیٰ روڈ، لاہور

ماہنامہ الحسن لاہور
جون 2024ء
ذیقعدہ/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

۶

حمد

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

ساخت بہر دید حسن خویش مرأت الجمال
آدمی وسبزۂ زار و آسماں زر نگاہ

بے محابہ دیکھنا ممکن نہیں ان کا جمال
لن ترانی کی صدائیں آ رہی ہیں بار بار

نور مطلق کا ہے پر تو سب مجازی حسن
ورنہ کب ہے پیکر خاکی میں حسن تابدار

حسن عالم سوز کا جلوہ اگر مطلوب ہے
رہ خموش اور بند کر چشم سراپا انتظار

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
ترے نور کا پر تو چار سو ہے

سمندر میں طوفان بن کر نمایاں
پہاڑوں کی چوٹی پے تیرا علو ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو دیکھیں اتنی کمالوں پہ تیری یکتائی
رہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار
یہ اجتماع کمالات کا تجھے اعجاز
دیا تھا تانکریں انبیاء کہیں تکرار
تو ائینہ ہے کمالات کبریائی کا
وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہ دیدار
پہنچ سکا تیرے رتبہ تلک نہ کوئی نبی
ہوئے ہیں معجزہ والے بھی اس جگہ نہ چار
جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بو البشر کے خدا
اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار
خدا کے طالب دیدار حضرت موسیٰ
تمہارا لیجیے خدا آپ طالب دیدار

کلمۃ الحسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیر الحسن کے قلم سے

اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما

عیدالاضحیٰ، نفلی حج، عمرہ اور پریشان حال مسلمان

بلاشبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنا صاحب حیثیت پر لازم ہے اس موقع پر بہت سے ملحد اور بے دین روشن خیال قسم کے لوگ مسلمانوں کے اندر شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں کہ قربانی میں جانوروں کا ضائع کرنا اور پیسوں کا بے جا خرچ کرنا لازم آتا ہے اس سے بہتر ہے کہ آپ ان قربانیوں کے پیسوں کو ضرورت مندوں محتاجوں، غریبوں اور رفاہی اداروں پر خرچ کریں، حالانکہ روایت سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کا عمل کسی حال میں نہیں چھوڑا چاہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں ہوں یا حضر میں ہوں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْأُضْحَى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةٌ (سنن الترمذی حدیث نمبر 905)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی بس ہم ایک گائے میں سات افراد شریک ہوئے،

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہر سال) قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی، حدیث نمبر 1507)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ (ترمذی حدیث نمبر 1493)

فرمایا اولاد آدم کے لیے عید کے دن کوئی ایسا عمل نہیں جو خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی) سے زیادہ پسندیدہ ہو، اس بنا پر جن حضرات کے ذمہ قربانی لازم ہے انہیں اپنے اس فرض کو ضرور ادا کرنا چاہیے اس سے ہٹ کر اگر کوئی شخص نفلی قربانیوں کا اہتمام کرتا ہے تو اس کے لیے بہتر صورت آج کے مظلوم مسلمان جو دنیا بھر میں خاص طور پر فلسطین میں مشکل حالات

سے دو چار ہیں ہیں ان تک قربانیوں کا گوشت یا نقد رقم پہنچانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے بقول شیخ الاسلام چیف جسٹس (ر) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے کہ ایسی نفلی قربانی سے مظلومین کی امداد زیادہ اجر وثواب رکھتی ہے اسی طرح جو حضرات سال میں کئی عمرے وحج ادا فرماتے ہیں اگر ان کے ذمہ فرض ہے تو اس کے ادا کرنے کے بعد نفلی حج عمرہ کی جگہ بقول شیخ الاسلام چیف جسٹس (ر) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے اسی طرح کے مظلومین کی مدد کرنا زیادہ اجر وثواب رکھتا ہے۔

اس لیے کہ نفلی حج وعمروں میں آدمی کی اپنی خوشی اور خواہش کا دخل ہے اور اس طرح کی امداد میں اللہ کی رضا اور خوشنودگی کا عمل دخل ہے جو درجہ میں بڑھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات والے کاموں میں آگے سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور نفس وشیاطین کے مکر سے ہماری حفاظت فرمائے اور مظلوم مسلمانوں کی غیب سے مدد اور ان کی ضروریات کو پورا فرمائے اور ظالموں کے ظلم اور شر سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

غزہ وفلسطین کی جنگ نئے رخ پر

ناروے آئیر لینڈ اور سپین نے فلسطین کی حکومت کی سیاست کو باضابطہ مان لیا نتن یاہو درندہ اب بھی ہسپتالوں، سکولز، خواتین بچوں اور بے گناہوں پر بمباری کرنے پر مصر نظر آتا ہے۔

دنیا بھر میں احتجاج کے باوجود اس درندے پر کوئی اثر نہیں ہوا تو پورے یورپ حتیٰ کہ خود اسرائیل کے اندر صدائے احتجاج بلند ہوئی جس سے اس وحشی درندے نے کوئی اثر نہیں لیا بالآخر مذکورہ مغربی ممالک نے فلسطین کو تسلیم کرنے کا باضابطہ اعلان کر دیا جبکہ اسرائیل ۸ ماہ گزرنے کے باوجود وہ اب تک غزہ کو فتح نہیں کر سکا جو اللہ کی فتح ونصرت کی مکمل دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ مجاہدین کی غیب سے اسی طرح مدد فرمائے اور ان کے خلاف چھپے ہوئے اور ظاہر دشمن سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو پورے دین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اللہ کی مدد کھل کر مسلمانوں کے ساتھ ہو اور مسلمانوں کو اسرائیلی مصنوعات اور دیگر انکی چیزوں کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

۱۰

نکات القرآن

حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
(سابق نائب مہتمم وشیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور)
ترتیب وانتخاب: مولانا محمد حسن اشرفی (مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور)

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡہِ اِنَّہٗ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۳۷)

پچھلی آیت (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۳۶) میں شیطانی وسوسہ اور حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش اور اس کے نتیجہ میں جنت سے نکلنے اور زمین پر اترنے کا حکم مذکور تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے ایسے خطاب وعتاب کہاں سنے تھے، نہ ایسے سنگ دل تھے کہ اس کی سہار کر جاتے، بے چین ہو گئے، اور فوراً ہی معافی کی التجا کرنے لگے مگر پیغمبرانہ معرفت اور اس کی وجہ سے انتہائی ہیبت سے کوئی بات زبان سے نہ نکلتی تھی یا اس خوف سے معافی کی التجا کہیں خلاف شان ہو کر مزید عتاب کا سبب نہ ہی بن جائے زبان خاموش تھی اللہ رب العزت دلوں کی بات سے واقف اور رحیم و کریم ہیں یہ حالت دیکھ کر خود ہی معافی کے لیے کچھ کلمات ان کو سکھا دیتے، اس کا بیان ان آیات میں ہے کہ: آدم علیہ السلام نے حاصل کر لئے اپنے رب سے چند الفاظ، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی، (یعنی اُن کی توبہ قبول کر لی) بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول کرنے والے مہربان مگر چونکہ روئے زمین پر آنے میں اور بھی ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں مضمر تھیں، مثلاً ان کی نسل سے فرشتوں اور جنات کے درمیان ایک بنی نوع انسان کے وجود میں آنا اور ان کو ایک طرح کا اختیار دے کر احکام شرعیہ کا مکلف بنانا پھر ان میں خلافت الٰہیہ قائم کرنا، حدود

اور احکام شرعیہ نافذ کرنا، تاکہ یہ نئی مخلوق ترقی کر کے اس مقام پر پہنچ سکے جو بہت سے فرشتوں کو بھی نصیب نہیں، اور ان مقاصد کا ذکر تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے ہی کر دیا گیا تھا۔

اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً اس سے خطا معاف کرنے کے بعد بھی زمین پر اترنے کا حکم منسوخ نہیں فرمایا، البتہ اس کا طرز بدل دیا کہ پہلا حکم حاکمانہ اور زمین پر اترنا بطور سزا کے تھا اب یہ ارشاد حکیمانہ اور زمین پر آنا خلافت الٰہیہ کے اعزاز کے ساتھ ہوا، اس لئے بعد کی آیات میں ان فرائض منصبی کا بیان ہے جو ایک خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے اُن پر عائد کئے گئے تھے، اسی لئے زمین پر اترنے کے حکم کو پھر مکرر بیان کر کے فرمایا کہ ہم نے حکم فرمایا کہ نیچے جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت یعنی احکام شرعیہ بذریعہ وحی کے تو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے یعنی نہ کسی گذشتہ چیز کے فوت ہونے کا غم ہوگا، نہ آئندہ کسی تکلیف کا خطرہ، تلقّی، تلقی کے معنی میں شوق اور رغبت کے ساتھ کسی کا استقبال کرنا اور اس کو قبول کرنا (روح کشاف)، مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب ان کو توبہ کے کلمات کی تلقین کی گئی تو آدم علیہ السلام نے اہتمام کے ساتھ ان کلمات کو قبول کیا، وہ کلمات جو حضرت آدم علیہ السلام کو بغرض توبہ بتلائے گئے کیا تھے اس میں مفسرین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کئی روایت منقول ہیں مشہور قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے کہ وہ کلمات وہی ہیں جو قرآن مجید میں دوسری جگہ منقول ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ

(سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۳)

تَابَ، توبہ کے اصل معنی رجوع کرنے کے ہیں اور جب توبہ کی نسبت بندہ کی طرف کی جاتی ہے تو اس کے معنی تین چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اول اپنے کئے ہوئے گناہ کو گناہ سمجھنا اور

اس پر نادم وشرمندہ ہونا، دوسرے اس گناہ کو بالکل چھوڑ دینا، تیسرے آئندہ کے لئے دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم وارادہ کرنا اگر تین چیزوں میں سے ایک کی بھی کمی ہوئی تو وہ توبہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ محض زبان سے اللہ کے سامنے توبہ کے الفاظ بول دینا نجات کے لیے کافی نہیں جب تک یہ تینوں چیزیں جمع نہ ہوں یعنی گذشتہ پر ندامت اور حال میں اس کا ترک اور مستقبل میں اس کے نہ کرنے کا عزم وارادہ، تَابَ عَلَيْهِ یہاں توبہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس کے معنی ہیں توبہ قبول کرنا۔

بعض سلف سے پوچھا گیا کہ جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے وہ کیا کرے تو فرمایا وہی کام کرے جو اس کے پہلے والدین آدم وحواء علیہما السلام نے کیا کہ اپنے کئے پر ندامت، اور آئندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے لئے عرض کیا، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یعنی ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا ہے اگر آپ معاف نہ کریں اور ہم پر رحم نہ کریں تو ہم سخت خسارہ والوں میں داخل ہوجائیں گے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ''یعنی اے میرے پالنے والے میں نے اپنی جان پر ظلم کرلیا ہے، تو آپ ہی میری مغفرت فرمایئے'' اور حضرت یونس علیہ السلام سے جب لغزش ہوگئی تو عرض کیا: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ، یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، آپ ہر برائی سے پاک ہیں میں ظلم کرنے والوں میں داخل ہوگیا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ مجھ پر رحم فرما۔ (قرطبی)

☆☆☆☆☆

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی فضیلت

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل ابن ادم من عمل یوم النخر احب الی الله من اهراق الدم وانه لیاتی یوم القیمة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوبها نفسا (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عیدالاضحیٰ کے دن فرزند آدم کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہوکر) آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پس اے خدا کے بندو! دل کی پوری خوشی سے قربانیاں کیا کرو"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی اصلیت اور تاریخ کیا ہے؟ انہوں عرض کیا کہ: ہم جاہلیت میں (یعنی) اسلام سے پہلے یہ تہوار اس طرح منایا کرتے تھے۔ (بس وہی رواج اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں اس سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں یوم عیدالاضحیٰ اور یوم عیدالفطر'' (سنن ابی داؤد)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانیوں کی کیا حقیقت ہے اور کیا تاریخ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے (روحانی اور نسلی) مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے (یعنی سب سے پہلے انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا اور وہ کیا کرتے تھے، ان کی سنت اور قربانی کے اس عمل کی پیروی کا حکم مجھ کو اور میری امت کو بھی دیا گیا ہے) ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا پھر ہمارے لئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا: تو کیا اون کا بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی حساب ہے؟ (اس سوال کا مطلب یہ تھا کہ بھیڑ، دنبہ مینڈھا اور اونٹ جیسے جانور جن کی کھال پر گائے بیل اور بکری کی طرح کے بال نہیں ہوتے بلکہ اون ہوتا ہے اور یقیناً ان میں سے ایک ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں بال ہوتے ہیں تو کیا ان اون والے جانوروں کی قربانی کا ثواب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی کی شرح سے ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی شرح اور حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ (مسند احمد سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہجرت کے بعد) مدینہ طیبہ میں دس سال قیام فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر (ہر سال) قربانی کرتے تھے۔ (جامع ترمذی)

حنش بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ کیا ہے (یعنی آپ رضی اللہ عنہ کی ایک کے بجائے دو مینڈھوں کی قربانی کیوں کرتے ہیں؟) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں تو ایک قربانی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے کرتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد و جامع ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربان کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہی وسفیدی مائل سینگھوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا رخ صحیح قبلہ کی طرف کرلیا تو یہ دعا پڑھی:

إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اللّٰهُمَّ مِنكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

(میں نے اپنا رخ اس اللہ کی طرف کرلیا جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا ہے طریقے پر ابراہیم علیہ السلام ہر طرف سے یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، میری نماز و عبادت اور میری قربانی اور میرا جینا میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہے اور میں حکم ماننے والوں میں سے ہوں۔ اے اللہ یہ قربانی تیری ہی طرف سے اور تیری ہی توفیق سے ہے، اور تیرے ہی واسطے ہے، تیرے بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اس کی امت کی جانب سے بسم اللہ واللہ اکبر) یہ دعا پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مینڈھے پر چھری چلائی اور اس کو ذبح کیا۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

قربانی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرنا کہ میری جانب سے اور میرے ان امتیوں کی جانب سے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔'' ظاہر ہے کہ یہ امت کے

ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی شفقت ورافت ہے لیکن ملحوظ رہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے ساری امت کی طرف سے یا قربانی نہ کرنے والے امتیوں کی طرف سے قربانی کر دی اور سب کی طرف سے ادا ہوگئی بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اے اللہ! اس کے ثواب میں میرے ساتھ امتیوں کو بھی شریک فرما! ثواب میں شرکت اور چیز ہے اور قربانی کا ادا ہوجانا دوسری چیز ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قربانی میں کیسے جانوروں سے پرہیز کیا جائے (یعنی وہ کیا عیوب اور خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے جانور قربانی کے قابل نہیں رہتا۔) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ چار (یعنی چار عیوب اور نقائص ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی عیب ونقص جانور میں پایا جائے تو قربانی کے قابل نہیں رہتا) ایک ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن بہت نکلا ہوا ہو (کہ اس کی وجہ سے اس کا چلنا بھی مشکل ہو) دوسرے وہ جس کی ایک آنکھ خراب ہوگئی ہو اور وہ خرابی بالکل نمایاں ہو، تیسرے وہ جو بہت بیمار ہو، چوتھے وہ جو ایسا کمزور اور لاغر ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا بھی نہ رہا ہو۔ (موطا امام مالک، مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ سنن دارمی)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایسے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کا سینگ ٹوٹا ہو یا کان کٹا ہوا ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

قربانی دراصل بندہ کی طرف سے اللہ تعالی کے حضور میں نذر ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اپنی استطاعت ہو تو خوب عمدہ جانور خرید کر ذبح کیا جائے لیکن مہنگے جانور خرید کر دکھاوا اور نمود ونمائش نہ کی جائے۔

جامع اخلاق

حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب وانتخاب: مولانا قاری ارشد عبید نائب مہتمم وناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک اپنے مومن بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ کے لئے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ کی یاد میں لگائے رکھے، میں نے عرض کیا اس کے بعد کیا کروں؟ فرمایا: تو لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور ان کے لئے وہ ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ (رواہ احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہ سب کے لئے پسند ہو، اور جو اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا اس کو دوسروں کے لئے بھی بُرا سمجھے، مثلاً اپنے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو تو یہ خیال کرے کہ میرا قرض ہوتا تو میں اس سے جلد وصول کرتا، لہذا اس کے لئے اسی کو پسند کروں اور اس کا قرض جلد ادا کردوں، اگر کسی پر اپنا قرض چاہتا ہو تو یہ سوچے کہ اگر مجھ پر کسی کا قرض ہوتا تو میں مہلت کا طلب گار ہوتا، لہٰذا مجھے چاہئے کہ اس کے لئے وہی پسند کروں جو اپنے لئے پسند کی لہذا اس کو مہلت دوں اور مطالبہ میں سختی نہ کروں اسی طرح ہر موقع پر اور ہر معاملہ میں سوچ لیا کرے۔

درحقیقت اگر لوگ صرف اسی ایک حدیث پر عمل کرلیں تو کبھی تعلقات میں کشیدگی نہ ہوا اور سب آرام سے زندگی گزاریں۔

ملفوظات حکیم الامت

ملفوظات: حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: مفتی محمد حسن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور)

پھٹے پرانے کپڑوں میں ذلت نہیں: فرمایا اہل علم میں استغناء کی شان ہونا چاہیے کہ اصل ذلت عرض حاجت میں ہے پھٹے پرانے کپڑوں میں ذلت نہیں اور استغناء میں نیت دین کے اعزاز کی ہونا چاہیے اس نیت سے ثواب بھی ہوگا اور دنیاداروں کے پاس ملنے بھی نہ جائیں باقی غریب کے پاس جانے میں ذرا ذلت نہیں۔

طفیلی بن کر کھانے میں عزت نہیں: فرمایا میں جب نواب صاحب کے بلانے پر ڈھاکہ گیا تو وہاں بنگال کے اہل علم اطراف سے ملاقات کو آئے میں نے سب سے کہہ دیا کہ کھانا بازار سے کھانا چاہیے۔ جب نواب صاحب کو پتہ چلا تو اپنے چچا سے کہا وہی منتظم تھے کھانے کے۔ فرمایا کہ ان سب کا کھانا ہمارے یہاں سے ہوگا انہوں نے مجھ سے کہا میں نے کہا وہ میرے احباب ہیں طفیلی نہیں میں ان سے نہیں کہتا آپ خود ان کی دعوت کیجئے وہ اگر منظور کرلیں ان کی مرضی پھر ایک ایک کی تلاش کر کے دعوت کی تب وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے اور میرے اس طرح نہ کہنے سے طفیلی بن کر کھاتے اور ان صاحبوں نے مجھ سے پوچھا میں نے اجازت دیدی پھر میں نے ان سے کہا کہ ملاحظہ فرمایئے، عزت اس میں ہے یا اس میں کہ طفیلی بن کر شامل دعوت ہوتے۔

سادات نسب حضرت فاطمہ کے تابع: فرمایا طب میں یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ بچہ والدہ کی منی سے

بنتا ہے والد کی منی سے محض عورت کے مادہ کا انعقاد ہوتا ہے اور بعض احکام شرعیہ میں بھی اس کی رعایت ملحوظ کی گئی ہے مثلاً سادات نسب میں حضرت فاطمہ کے تابع ہیں۔ اسی طرح امته (یعنی لونڈی) کی اولاد صفت رزق میں اس کے تابع ہوتی ہے۔ مذکر کے تابع نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت مریمؑ سے عیسیٰؑ کا پیدا ہونا فطرت کے خلاف نہیں ہوا کہ نفخ جبرئیلؑ کا اثر صرف مادہ کا انعقاد تھا۔ اور جہاں ولد کو باپ کے تابع بنایا گیا ہے وہاں مصلحت تربیت کو اس اصل طبعی پر ترجیح دی گئی ہے۔ فرمایا یقوله من لا شیخ له لشیخه الشیطان کا معنی یہ ہے کہ من لا متبوع له تو اس سے شیخ عرفی کا اتخاذ لازم نہیں آتا اور یہ قول حدیث نہیں ہے البتہ ایک اور حدیث میں یہ مضمون ہے الشیخ فی قومه کالنبی فی امته مگر اس حدیث میں شیخ سے مراد معمر آدمی ہے اور حدیث کا مدلول تشبیہ ہے احترام میں اور مصلح ہونے میں یہاں بھی پیر کا معنی نہیں اور اس حدیث کی تخریج عراقی نے کی ہے۔

مردہ کو سلام کا ادراک: فرمایا اکثر اہل کشف متفق ہیں کہ مردہ کو سلام وغیرہ کا ادراک ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ کشفی ہے جو ظن کا درجہ رکھتا ہے اور اہل ظاہر اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ سیوطیؒ نے ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کی قبر پر جا کر قرآن پڑھتا تھا تو والدہ نے خواب میں کہا پہلے تھوڑی دیر چپکے بیٹھ جایا کرو کیونکہ جب تم آتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگ جاتے ہو تو انوار اس قدر تم کو محیط ہو جاتے ہیں جس سے تمہارا چہرہ چھپ جاتا ہے اور میں تمہارا چہرہ دیکھ نہیں سکتی اور ترستی رہ جاتی ہوں اس واسطے پہلے تھوڑی دیر چپکے بیٹھ جایا کرو پھر پڑھا کرو تا کہ میں جی بھر کر دیکھ سکوں۔

☆☆☆☆☆

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارکہ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب احادیث میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک تفصیلاً مذکور ہے۔ جسے ہم حصول ثواب کی غرض سے ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک چمکدار، آنکھیں بڑی، پتلیاں بہت سیاہ اور آنکھ میں سرخ رنگ کے ڈورے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں دراز، ابرو خمدار اور آپس میں ملی ہوئی نہیں تھیں بلکہ ان میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ ناک مبارک بلندی کی طرف مائل تھی۔ دانت بالکل ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ ان میں کچھ فاصلہ تھا (جس سے ان کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور گول تھا جو چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی تھی جو سارے سینہ مبارک پر پھیلی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ اور پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے، دونوں کندھے بڑے اور ہڈیاں مضبوط تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں اور پنڈلیاں وغیرہ گٹھی ہوئی تھیں، دونوں ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک کشادہ تھے، سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔ نہ تو بہت زیادہ لمبا اور نہ ٹھگنا کہ اعضا ایک دوسرے میں دھنسے ہوئے ہوں۔ لیکن دیکھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد لمبا معلوم ہوتا تھا۔

چلنے میں کوئی شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ دے سکتا تھا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار میں تیزی تو تھی مگر اس میں تکلف نہ تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ

کھنگر یالے، بلکہ ان میں تھوڑا سا خم تھا۔ جب تبسم کے دوران (یا بات کرتے ہوئے) آپ ﷺ کے دانت مبارک ظاہر ہوتے تو ایسا محسوس ہوتا جیسے بجلی چمک رہی ہو یا جیسے بارش کے اولے ہوں۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے ایک نور سا نکلتا ہوا محسوس ہوتا تھا، آپ ﷺ کی گردن مبارک نہایت خوبصورت تھی، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک نہ پھولا ہوا تھا اور نہ بالکل گول بلکہ اس میں ہلکی سی گولائی تھی، آپ ﷺ کا جسم مبارک گٹھا ہوا اور اعضا متناسب تھے۔

دوسری روایتوں میں ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی۔ آپ ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ آپ ﷺ جب چلتے تو پورا پاؤں زمین پر رکھتے اور آپ ﷺ کے تلوے زیادہ گہرے نہیں تھے۔ (کتاب الشفاء ملخصاً)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور قدم مبارک پر گوشت تھے، آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور جوڑوں کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ آپ ﷺ کا قد مبارک نہ تو بہت لمبا تھا نہ ٹھگنا، آپ ﷺ کا جسم مبارک گٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک گولائی لیے ہوئے تھا، رنگ مبارک سفید تھا اور اس میں سرخی چمکتی تھی۔

آپ ﷺ کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں لمبی تھیں، آپ ﷺ کے کندھے اور ان کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔ اور آپ ﷺ کے جسم مبارک پر بال نہ تھے البتہ سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی۔ جب آپ ﷺ کسی کی جانب دیکھنا چاہتے تو پورا بدن گھماتے صرف گردن گھما کر نہیں دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہرِ نبوت بالوں کا مجموعہ تھی۔ آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔ (شمائل ترمذی)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی طرف دیکھتے تو ایسا لگتا جیسے آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے حالانکہ سرمہ لگا ہوا نہیں ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد، متناسب اعضا اور گندمی رنگ والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال کان کی لو تک بڑھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ دھاری دار جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر روایات تریسٹھ برس کی ہی ہیں۔

تریسٹھ برس کی عمر میں بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک اور سر کے بال سیاہ تھے۔

اور وفات کے وقت تک ڈاڑھی اور سر کے ملا کر کل سترہ بال سفید تھے، باقی سب سیاہ تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی بالوں والا (یعنی زلفوں والا) سرخ جوڑا پہنے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین وجمیل اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور میں سورج چل رہا ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کرتے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح صاف شفاف تھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی مانند گول تھا۔ (تلوار کے ساتھ تشبیہ دینے میں یہ نقص تھا کہ وہ گول نہیں ہوتی)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلی مرتبہ ملتا مرعوب ہو جاتا اور جو شخص ملتا رہتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا (صاحب کمال وصاحب جمال) نہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۸۴ء۔۱۹۵۳ء)

حافظ قاری ڈاکٹر فیوض الرحمٰن

آپ کے اجداد نے کوئی دوسو سال پہلے جزیرۃ العرب سے نکل کر سندھ اور پھر اجمیر کے راستے صوبہ متحدہ (یوپی) سے گزر کر ''بہار'' کو اپنا مسکن بنایا، چنانچہ عظیم آباد پٹنہ کے نواح میں آج بھی سادات کی بارہ بستیاں جو عام زبان میں ''بارہ گاواں'' کہلاتی ہیں، موجود ہیں، آپ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۰۲ (۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء) کو دیسنہ (بہار) میں پیدا ہوئے۔

بتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم گھر پہ حاصل کی، اپنے بڑے بھائی ابوحبیب سے بھی پڑھتے رہے پھر اپنے والد گرامی کے ہاں اسلام پور پہنچے اور وہاں چند کتابوں کا درس لیا۔

اعلیٰ تعلیم: اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۰۱ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں داخلہ لیا اور پانچ سال رہ کر ۱۹۰۶ء میں سند فراغ حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ شبلی نعمانی، مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی، مولانا حفیظ اللہ مدرس اول ندوہ، اور مولانا عبداللطیف خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

علمی قابلیت: محرم ۱۳۱۴ھ تاریخ ۱۹۰۷ء کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر جب آپ کو سند عطا کی جارہی تھی، اپنے خواجہ غلام الثقلین وکیل کے تجویز کردہ موضوع پر عربی میں ایسی فی البدیہ تقریر کی کہ ہر طرف سے احسنت و آفرین کی صدائیں بار بار بلند ہو رہی تھیں۔ علامہ شبلی نے جوش مسرت میں اپنے سر سے عمامہ اتار کر آپ کے سر پر رکھ دیا۔ پہلے ''الندوہ'' کے نائب مدیر مقرر ہوئے اور اس دوران جدید و قدیم عقلی و نقلی علوم و فنون پر ایسے بلند پایہ مضامین لکھے کہ قارئین پر دھاک بیٹھ گئی۔

تدریس: کچھ عرصہ ندوۃ العلماء میں تدریس بھی کی ۱۹۰۸ء میں آپ کا تقرر بطور استاذ ہوا تھا، اسی دوران آپ نے ''دروس الادب'' اور ''لغات جدیدہ'' کے نام سے ایک عربی لغت تصنیف فرمائی جو اہل علم میں مقبول ہوئی۔

۱۹۱۲ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کی دعوت پر ''الہلال کلکتہ'' میں کام کرنے کے لئے تشریف لے گئے ''الہلال'' کے وہ مضامین جو سلیمانی قلم کی یادگار ہیں۔

۱۹۱۳ء میں دکن کالج پونہ میں السنہ شرقیہ کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے اور چند سال وہاں پڑھاتے رہے، ایک یہودی عالم سے اسی دوران عبرانی زبان سیکھ لی اور اس نیت سے یہ مشقت اٹھائی گئی کہ عربی الفاظ کے عبرانی ماخذ پر عبور حاصل ہو جائے۔

مسند استاذ پر: نومبر ۱۹۱۴ء میں اپنے استاذ علامہ شبلی کے تار پر پونہ تشریف لائے، انہوں نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکمیل کی وصیت فرمائی جسے آپ نے قبول فرمالیا، علامہ شبلی ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو واصل بحق ہوئے، اب ان کی مسند خالی تھی، وابستگان شبلی نے مل کو آپ کے سر پر ان کی جانشینی کا تاج رکھا اور ''سید الطائفہ'' کا لقب عطا کر کے آپ کی جلالت شان کا اعتراف کیا۔ یہ ۱۹۱۵ء کی بات ہے جب آپ دکن کالج پونہ سے مستعفی ہو کر اعظم گڑھ پہنچ گئے تھے۔

۱۹۲۰ء میں وفد خلافت میں شامل ہو کر یورپ گئے، ۱۹۲۴ میں وفد حجاز کے امیر کی حیثیت سے حجاز اور ۱۹۳۳ء میں علامہ اقبال اور سر راس مسعود کے ساتھ افغانستان کا سفر کیا۔

صوفیانہ مسلک: اگست ۱۹۳۸ء میں راہ سلوک میں قدم رکھا اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پہ بیعت ہوئے اور تکمیل سلوک کے بعد حضرت تھانوی نے آپ کو لکھا کہ:

کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو خلافت دے دوں، میں نے اس سلسلہ میں استخارہ بھی کر لیا ہے، اب آپ کا کیا مشورہ ہے؟

اس گرامی نامہ کا آپ نے کوئی جواب نہ دیا کہ پہلے سے طے کر رکھا تھا کہ دو تین روز میں تھانہ بھون جائیں گے، وہاں بھی خاموش ہی رہے ایک دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایک پرچہ ملا کہ آپ نے میرے استخارہ کا جواب نہیں دیا؟ اس پر آپ نے جواباً عرض کیا کہ حضرت والا کا مکتوب گرامی پڑھ کر قدموں تلے سے زمین نکل گئی ہے میں کہاں اور یہ ذمہ داری کہاں؟ اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الحمدللہ وہی جواب آیا جس کی توقع تھی۔ اس کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو (۲۲ اکتوبر ۱۹۴۲ میں سلاسل اربعہ میں خلافت باطنی عطا فرما کر اس درجہ مسرور و مطمئن تھے کہ بارہا فرمایا کہ الحمدللہ اب کچھ فکر نہیں میرے بعد ایسے ایسے لوگ موجود ہیں۔

بھوپال میں: جون ۱۹۴۶ء سے اکتوبر ۱۹۴۹ء تک آپ نے بھوپال میں قیام فرمایا۔

جون ۱۹۵۰ء میں آپ پاکستان تشریف لائے اور تعلیمات اسلامیہ اور بورڈ کراچی (حکومت پاکستان) سے منسلک ہو گئے اور ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء کو وہیں وصال ہوا۔ (اے پرو فیسر احمد سعید نے بزم اشرف کے چراغ میں تاریخ وصال ۱۹۵۲ کے بجائے ۱۹۵۵ء لکھ دی ہے اس کی اصلاح کر دی جائے۔)

آل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کے رکن بنائے گئے، ۱۹۵۲ء میں اس کے پہلے اجلاس منعقدہ کراچی کے شعبہ تاریخ اسلام کی صدارت فرمائی۔ ۱۹۵۳ء میں سوسائٹی کے جنرل سیشن (عمومی اجلاس) منعقدہ ڈھاکہ کی صدارت کو زینت بخشی آپ علی گڑھ یونیورسٹی کورٹ کے بھی ممبر تھے۔

۱۹۵۲ء میں جب کراچی یونیورسٹی قائم ہوئی تو آپ کو اس کی سینیٹ کا ممبر بنا دیا گیا اور مجوزہ شعبہ اسلامیات کی صدارت بھی پیش کی گئی مگر آپ نے صحت کی خرابی اور ضعف کی بنا پر اس کو قبول نہیں فرمایا۔

عالم اسلام کا اعلیٰ علمی اعزاز: ''مجمع الفواد الاول'' الاول'' جو مصر کی ایک لغوی اکادمی ہے اور عالم اسلام کا سب سے عظیم الشان ادارہ ہے۔ ۱۹۵۳ء کے آغاز میں اس اکیڈمی نے آپ کو اپنا ''عضو'' (رکن) منتخب کیا۔ یہ پہلا اعزاز تھا جو بقول مولانا مسعود عالم ندوی برصغیر پاک و ہند میں آپ کو ملا۔

تصانیف: ۱۔ سیرۃ النبی ﷺ کی پہلی دو جلدیں علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھیں اور باقی چار آپ نے۔ ۲۔ ارض القرآن (دو جلد) قرآن کی ذکر کردہ اقوام دامماکن کی تاریخ و تشریح

۳۔ الحریۃ فی الاسلام ۴۔ عمر خیام ۵۔ اہل السنت والجماعت

۶۔ انتخابات شبلی ۷۔ نقش سلیمانی ۸۔ حیات شبلی ۹۔ عربوں کی جہاز رانی

۱۰۔ رحمت عالم ﷺ ۱۱۔ خطبات مدراس (سیرت رسول ﷺ پر عجیب کتاب ہے

۱۲۔ حیات امام مالک ۱۳۔ سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۱۴۔ الجغرافیہ عند العرب

۱۵۔ اشتراکیت اور اسلام ۱۶۔ یاد رفتگان ۱۷۔ اور بے شمار متفرق رسائل

۱۸۔ نکات سورۃ الفاتحہ ۱۹۔ مقالات سلیمانی کئی جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آ چکے ہیں

(فیوض الرحمن ڈاکٹر: مشاہیر علماء: ج ۱ ص ۱۹۸ تا ۲۱۲)

حج ایک عاشقانہ عبادت

حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

حج اصل میں عاشقانہ عبادت ہے، ہر ایک جانتا ہے کہ عشق کی دو منزلیں ہیں ایک منزل عشق کی یہ ہے کہ محبوب کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں ان کو چھوڑ دے، کسی سے محبت نہ کرے اگر تیری محبت محبوب سے ہے تو محبوب کی خاطر ماسوائے محبوب کو ترک کر دے یہ محبت کی پہلی منزل سے گزر گیا، اگر کہے کہ میرا تو وہ بھی محبوب ہے فلاں بھی محبوب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محبت کے دعوے میں سچا نہیں اگر محبت کے دعوے میں سچا ہے تو ایک ہی محبوب سے محبت ہونی چاہیے، تو خلاصہ کیا ہوا کہ اللہ کے ماسواء کو چھوڑ دے۔

محبت کی پہلی منزل: تو یہاں محبت کی پہلی منزل کیا ہے؟ اے اللہ سے محبت کرنے والے اللہ سے عشق کرنے والے اللہ کہتا ہے میرے دربار میں آنا چاہتا ہے میرے گھر میں بیت اللہ میں آنا چاہتا ہے اور جن میدانوں میں میں جاؤں تو وہاں جانا چاہتا ہے میں کہوں گا آج منیٰ میں میں ہوں پانچ نمازیں وہاں پڑھنا پانچوں نمازوں میں کہاں ہوں اور دیکھنا اگلے دن میں عرفات میں جاؤں گا، میری تجلیات عرفات میں ہوں گی، اور ظہر سے لے کر مغرب تک میری تجلیات عرفات کے میدان میں پڑیں گیں اور مغرب کے وقت میں میں مزدلفہ میں آجاؤں گا اور رات مزدلفہ میں میری تجلی آجائے گی اور مزدلفہ میں رات گزار کر فجر کی نماز پڑھ کے اب تو نے پھر منیٰ کیطرف چلے جانا ہے اور وہاں تم نے پھر اگلا دن بھی اس سے اگلا دن بھی دسویں بھی اور گیارھویں بھی اور بارھویں بھی اور دل چاہے تو تیرھویں بھی اس مقام پر رہ سکتا ہے، اب محبوب نے کہا مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے میرے گھر میں آنا چاہتا ہے اور جہاں جہاں میں جاؤں میری تجلیات جائیں اس مقام پہ جانے والے اگر میرے گھر میں آنا چاہتا ہے

تو میرے ماسواء کو پہلے ترک کر، اگر ترک کرے گا تو میرے دربار میں آئے گا۔

لیکن اگر میرے ماسواء کو ترک نہیں کیا اور دعوی محبت کا میرے ساتھ کر کے مجھ سے ملاقات کے لیے آنا چاہتا ہے تو تیری محبت مجھے قبول نہیں، ماسواء کو ترک کر اللہ جی آپ کا ماسواء تو ساری کائنات ہے کیونکہ دو ہی چیزیں ہیں ساری کائنات ہے کائنات ساری کی ساری یہ اللہ کے علاوہ ہے یہ ماسوائے محبوب ہے تو ماسوائے محبوب یہ کائنات بن گئی، تو ساری کائنات کو چھوڑ پھر میرے پاس آ، میرے دربار میں آ۔

احضرت ابراہیمؑ کا اعلان: ابراھیم علیہ السلام کو اللہ پاک نے کیا فرمایا، فرمایا اے ابراھیم اعلان کر دے "**اَذِّنْ فِي النَّاسِ**" لوگوں میں اعلان کر دے حج کا، اللہ جی کس کو کروں؟ کہا سارے دنیا والوں کو اللہ جی ساری دنیا میں، کہا نہیں صرف دنیا والے ہی نہیں بلکہ قیامت تک جتنی آنے والی نسلیں ہیں ان کی ارواح کو بھی اعلان کر دو۔ انہوں نے کہا اللہ جی میری آواز کہاں تک پہنچے گی؟ کہا اے ابراھیم آواز دینا تیرا کام ہے پہنچانا میرا کام ہے۔ اب عالم ارواح کے اندر جس نے ایک دفعہ کہہ دیا لبیک جواب میں کہا آؤ حج کی طرف، لبیک میں حاضر، میں آیا، میں آیا۔ گویا جس نے عالم ارواح میں دس مرتبہ لبیک کہا تھا اس کو اللہ دس حج نصیب فرمائیں گے، لبیک کا معنی یہ ہے میں حاضر ہوا میں حاضر ہوا۔ یعنی مجھے بلاوا آیا اب اللہ کے دربار میں گئے عاشقانہ انداز میں۔

اب ذرا غور کرو کہ حج عاشقانہ عبادت ہے ایک تو لباس پہنا کفن والا، اور کوئی امتیازی لباس نہیں۔ چاہے بادشاہ ہو وہ بھی دو چادریں پہنے ہے اور پاؤں کے اندر چپل ہے اب یہ بیت اللہ شریف کے پاس آیا تو یہاں کیا کرے؟ کہا عاشق بن کر آیا ہے جیسے کہ پروانہ شمع کا عاشق ہوتا ہے وہ شمع کے ارد گرد گھومتا ہے لہذا تو بھی پروانہ وار عاشقانہ انداز میں میرے گھر کا عاشقانہ رنگ میں چکر لگا! میرے گھر میں عاشقانہ انداز میں پروانہ وار چکر لگا عاشق بن کر کے آیا ہے، اب بندہ کہتا ہے اللہ جی آپ کا گھر تو میں نے دیکھا آپ کو تو میں نے نہیں دیکھا؟ دل چاہتا

ہے میں آپ کے ہاتھ کا بوسہ لوں میں آپ سے مصافحہ کروں تو اللہ جی میں کیا کروں میں تو تڑپ رہا ہوں؟ فرمایا میں نے اپنے ہاتھ کی تجلی حجر اسود میں رکھ دی ہے حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ صَافَحَ الْحَجَرَ فَقَدْ صَافَحَ الْحَقَّ"

جس نے حجر اسود کے ساتھ مصافحہ کیا (ہاتھ لگایا) اس نے اللہ کے ساتھ مصافحہ کیا" اور جس نے حجر اسود کا بوسہ لیا اس نے پروردگار عالم کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔

اللہ جی یہ کنکریاں مارنا سمجھ میں نہیں آیا؟ تو فرمایا کہ جب ابراھیم علیہ السلام بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کرنے کے لیے لائے تھے تو یہ پہلا مقام جو ہے پہلا جمرہ اس مقام پہ شیطان نے ورغلایا تھا اور انہوں نے شیطان کو کنکریاں ماریں تھیں کہ دور ہو جا دفع ہو جا مجھے وسوے ڈال رہا ہے میرے اللہ کا حکم یہ ہے کہ میں اسماعیل کو ذبح کروں تو کون ہے؟

اگلے مقام پر گئے درمیان والے جمرہ پر وہاں بھی کنکریاں ماریں تو کہا جب تم یہاں آؤ تو میرے محبوب کی ادا دکھلا دو جب ادا دکھلاؤ تو تم بھی انہی میں آ گئے تو حج سارا عاشقانہ عبادت ہے اور عاشق میں تکبر نہیں ہوتا اس لئے جب کبھی لڑائی جھگڑا ہونے لگے تو کہے میں تو عاشق ہوں عاشق تو کبھی جھگڑا نہیں کیا کرتا ہر ایک کی بات برداشت کرو کبھی جگہ کے بارے میں جھگڑا ہوتا ہے کبھی پانی پہ جھگڑا ہوتا ہے، کبھی غسل خانے میں جھگڑا ہوتا ہے مجمع بڑا کثیر ہوتا ہے اس لئے میں نے جو آیت پڑھی ہے اس کا مفہوم ہے کہ حج میں جھگڑا ہے ہی نہیں اب عورت اور مرد کا اختلاط بھی ہوتا رہتا ہے اس لئے شہوت والی بات ہے ہی نہیں اور گناہ ہے ہی نہیں اور جھگڑا ہے ہی نہیں یہ نہ کہا کہ جھگڑا نہ کرو گناہ نہ کرو بلکہ اس میں تو ہے ہی نہیں۔

اللہ اس طرح ہمیں حج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عشر کا وجوب، نصاب اور ادائیگی کا طریقہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

عشر کی تعریف:

عشر، زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ زمین بارانی (بارش کے پانی سے سیراب کی جاتی) ہو یا زمین کو خود (کنویں کے یا نہری پانی خرید کر) سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار کا عشر نکال کر صدقہ کرنا واجب ہے۔

عشر کا وجوب اور نصاب:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور اس (پیداوار) میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے۔ (سورۃ البقر آیت نمبر ۲۶۷)

اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور (اللہ کی مقرر کردہ) حد سے آگے نہ بڑھو اس لیے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱)

حدیث مبارک میں ہے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خود بخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے میں محنت نہ کرنی پڑتی ہو اور نہ ہی پانی کا خرچ ادا کیا جاتا ہو) تو اس میں سے عشر (دسواں حصہ) لیا جائے اور جس کھیتی میں کنویں (ٹیوب ویل، رہٹ، یا وہ نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا

جائے) سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔'' (صحیح البخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف عامل (جو حکومت کی طرف سے عشر وغیرہ وصول کرنے والا نمائندہ) بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں بحیثیت عامل اس پیداوار سے جو آسمان (کے پانی یعنی بارش) سے سیراب ہوئی اور جو زمین نہر کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے سیراب ہوئی (یعنی اسے خود سے پانی دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی) تو اس میں دسواں حصہ بطور عشر کے حاصل کروں اور جو زمین (کنوؤں کے) ڈولوں سے سیراب ہو اس میں بطور عشر بیسواں حصہ وصول کروں۔

(سنن ابن ماجہ باب صدقۃ الزروع والثمار)

ہر اس شخص پر جو زمین کاشت کرتا ہے، عشر دینا واجب ہے۔ عشر چونکہ پیداوار کی زکوٰۃ ہے اس لیے مال کے ساتھ پیداوار کا عشر الگ نکالا جاتا ہے۔

سال کے اندر جتنی بھی فصلیں کاشت ہوں گی، ان سب پر ہی عشر واجب ہے، ربیع (موسم بہار) پر بھی اور خریف (موسم خزاں) پر بھی اور امام ابو حنیفہ کے ہاں مویشیوں کے چارے پر بھی عشر واجب ہے۔

عشر کی فضیلت:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر لی، اس نے اس مال کے تمام شرور سے خود کو محفوظ کر لیا۔ (طبرانی اوسط، ابن خزیمہ، حاکم، بحوالہ الترغیب 1: 519/)

عشر نکالنے کا طریقہ:

پیداوار کے شروع سے لے کر فصل پک کر گھر آنے تک جتنا خرچہ ہوا ہے اس تمام خرچے کا دسواں حصہ نکال کر اللہ کی راہ میں دینا۔

ماہنامہ الحسن لاہور
۳۱
جون 2024ء
ذیقعدہ/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

قربانی کے فضائل

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ

حدیث شریف میں یہ جو آتا ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کی راہ میں جانور قربان کرتا ہے۔ اس قربانی کے نتیجے میں یہ ہوگا اس جانور کے جسم پر جتنے بال ہیں، ایک ایک بال کے عوض ایک ایک گناہ معاف ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو ان تین دنوں میں کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے، جتنا زیادہ قربانی کرے گا، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگا اور فرمایا کہ جب تم قربانی کرتے ہو تو جانور کا خون ابھی زمین پر نہیں گرتا، اس سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچ جاتا ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں تقرب کا ذریعہ بن جاتا ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتے ہیں کہ میرا بندہ یہ دیکھے بغیر کہ یہ بات عقل میں آرہی ہے یا نہیں؟ اور یہ دیکھے بغیر کہ اس کے مال کا فائدہ ہو رہا ہے، نقصان ہو رہا ہے، صرف میرے حکم پر جانور کے گلے پر چھری پھیر رہا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عظیم اجر رکھا ہے۔

کیا قربانی معاشی تباہی کا ذریعہ ہے؟

جس مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے یہ قربانی واجب فرمائی تھی، آج اسی کے بالکل بر خلاف کہنے والے یہ کہہ رہے ہیں کہ صاحب! قربانی کیا ہے؟ یہ قربانی (معاذ اللہ) خوامخواہ رکھ دی گئی ہے، لاکھوں روپیہ خون کی شکل میں نالیوں میں بہہ جاتا ہے، اور معاشی اعتبار سے نقصان دہ ہے، کتنے جانور کم ہو جاتے ہیں، اور فلاں فلاں معاشی نقصان ہوتے ہیں وغیرہ، لہذا قربانی کرنے کے بجائے یہ کرنا چاہیے کہ وہ لوگ جو غریب ہیں جو بھوک سے بلبلا رہے ہیں تو قربانی کر

کے گوشت تقسیم کرنے کی بجائے اگر وہ روپیہ اس غریب کو دے دیا جائے تو اس کی ضرورت پوری ہو جائے، یہ پروپیگنڈہ اتنی کثرت سے کیا جا رہا ہے کہ پہلے زمانے میں تو صرف ایک مخصوص حلقہ تھا، جو یہ باتیں کہتا تھا، لیکن اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ کہ شاید ہی کوئی دن خالی جاتا ہو، جس میں کم از کم دو چار افراد یہ بات نہ پوچھ لیتے ہوں کہ ہمارے عزیزوں میں بہت سے لوگ غریب ہیں، لہذا اگر ہم لوگ قربانی نہ کریں اور وہ رقم ان کو دے دیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

قربانی کی اصل روح:

بات دراصل یہ ہے کہ ہر عبادت کا ایک موقع اور ایک محل ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص یہ سوچے کہ میں نماز نہ پڑھوں، اور اس کے بجائے غریب کی مدد کر دوں، تو اس سے نماز کا فریضہ ادا نہیں ہو سکتا، غریب کی مدد کرنے کا اجر وثواب اپنی جگہ ہے، لیکن جو دوسرے فرائض ہیں، وہ اپنی جگہ فرض وواجب ہیں، اور قربانی کے خلاف یہ جو پروپیگنڈہ کیا گیا ہے کہ وہ عقل کے خلاف ہے، اور یہ معاشی بدحالی کا سبب ہے، اور معاشی اعتبار سے اس کا کوئی جواز نہیں ہے، یہ در حقیقت قربانی کے سارے فلسفے اور اس کی روح کی نفی ہے، ارے بھائی قربانی تو مشروع ہی اس لئے کی گئی ہے کہ یہ کام تمہاری عقل اور سمجھ میں آ رہا ہوں یا نہ آ رہا ہوں پھر بھی یہ کام کرو، اس لئے کہ ہم نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، ہم جو کہیں، اس پر عمل کر کے دکھاؤ، یہ قربانی کی اصل روح ہے، یاد رکھو! جب تک انسان کے اندر اتباع پیدا نہیں ہو جاتی اس وقت تک انسان انسان نہیں بن سکتا، جتنی بدعنوانیاں جتنے مظالم جتنی تباہ کاریاں آج انسانوں کے اندر پھیلی ہوئی ہیں، وہ در حقیقت اس بنیاد کو فراموش کرنے کی وجہ سے ہے کہ انسان اپنی عقل کے پیچھے چلتا ہے اللہ کے حکم کی اتباع کی طرف نہیں جاتا۔

ماہنامہ الحسن لاہور
۳۳
جون 2024ء
ذیقعدہ/ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

اسلام میں حیاء کی اہمیت

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

حیا انسان کی فطری صفت ہے، جو شخص جتنا زیادہ حیادار ہوگا اتنا ہی وہ اپنے معاشرے میں باوقار سمجھا جائے گا اس لئے کہ حیا ایک خاص حالت کا نام ہے جو انسان کے دل میں ایمان کے سبب سے ہر بُرائی اور عیب کے کام سے تنفر اور انقباض پیدا کرتی ہے۔ (مظاہر حق، ج ۴ ص ۱۷۰)

شریعت اسلامی میں اس صفت کو نمایاں مقام حاصل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے۔

محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس سے حیا کی صفت چھین لیتا ہے، پس جب اُس سے حیا نکل جاتی ہے تو وہ (خود) بغض رکھنے والا اور (دوسروں کی نظر میں) مبغوض ہو جاتا ہے، پھر جب وہ بغیض ومبغوض ہو جاتا ہے تو اس سے امانت نکل جاتی ہے، جب اُس سے امانت نکل جاتی ہے تو وہ خائن اور (لوگوں کی نظر میں) بد دیانت ہو جاتا ہے، جب وہ خائن اور بد دیانت ہو جاتا ہے تو اس میں سے رحم کا مادہ نکل جاتا ہے، جب اُس سے رحمت نکلتی ہے تو وہ لاعن وملعون ہو جاتا ہے پس جب لاعن اور ملعون ہوتا ہے تو اُس سے اسلام کا پھندا (عہد) نکل جاتا ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ۳، ص ۱۲۷۰، بن ماجہ شریف ص ۲۹۴)

الغرض بُرائیوں سے حیاء اور شرم نہ صرف عام لوگوں بلکہ شریعت کے نزدیک بھی نہایت پسندیدہ عادت ہے جو ہر مومن میں پوری طرح پائی جانی چاہئے مسلمان اگر اس صفت سے محروم ہو تو کبھی بھی کامل طور پر ایمان کے تقاضوں پر عمل نہیں کر سکتا۔

حیاء کا مستحق کون؟ ویسے تو ہر انسان اپنے اندر کچھ نہ کچھ حیا اور شرم کا مادہ رکھتا ہے، یعنی وہ دوسرے انسانوں کے سامنے عموماً بے حیائی اور بے شرمی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ اُسے کوئی شخص برائی کرتے ہوئے نہ دیکھ سکے، اسی طرح اپنی بے عزتی کے خیال

سے بہت سے لوگ برسرعام برائی سے بچے رہتے ہیں،لیکن ان سب باتوں کا داعیہ انسانوں سے شرم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے،جس سے دنیا میں بچاؤ کی بہت سی شکلیں موجود ہیں۔مثلاً ستر کھولنا ایسا عمل ہے جو لوگوں کے سامنے حیا کی وجہ سے نہیں کیا جاتا لیکن خلوت اور تنہائی میں یہ عمل حیا اور مروت کے خلاف نہیں سمجھا جاتا وغیرہ۔

مگر اسلامی شریعت میں حیاء سے مراد محض انسانوں سے حیاء نہیں بلکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس اللہ علیم وخبیر سے شرم کرنے کی تلقین کرتا ہے جو ظاہر و پوشیدہ،حاضر و غائب ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔اس سے شرم کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ جو فعل بھی اس کی نظر میں برا ہو اُسے کسی بھی حال میں ہرگز ہرگز نہ کیا جائے اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو اس کا پابند بنایا جائے کہ ان سے کسی بھی ایسے کام کا صدور نہ ہو جو اللہ تعالیٰ سے شرمانے کے تقاضے کے خلاف ہو،اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو واضح ہدایت فرمائی ہے۔چنانچہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالی سے اتنی شرم کرو جتنی اُس سے شرم کرنے کا حق ہے،صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اے اللہ کے نبی! ہم اللہ سے شرم تو کرتے ہیں،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں بلکہ جو شخص اللہ سے شرمانے کے حق کو ادا کریگا تو اسے تین کام کرنے ہونگے۔

نمبر ۱۔ اپنے سر کی حفاظت کرے اور اس چیز کی جس کو سر نے جمع کیا۔

نمبر ۲۔ پیٹ کی حفاظت کرے اور اس چیز کی جو پیٹ سے لگی ہوئی ہے۔

نمبر ۳۔ موت کو اور موت کے بعد کے حالات کو یاد کرے۔

(خلاصہ یہ ہے کہ) جو شخص آخرت کا ارادہ کرے وہ دنیا کی زیب وزینت چھوڑ دے پس جو ایسا کریگا تو وہ اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کریگا۔(ترمذی ج ۲ صفحہ ۷۲)

اس واضح حدیث سے معلوم ہو گیا کہ اللہ سے حیا کرنا ضروری ہے،اور اس کے لئے محض زبانی دعویٰ کافی نہیں بلکہ اپنے جسم وروح اور خواہشات کو اطاعت خداوندی کے رنگ میں رنگنا اور ہر حالت میں اللہ کی بندگی کا خیال رکھنا ضروری اور لازم ہے۔

نمازِ عیدالاضحیٰ کی ترتیب

مولانا زبیر حسن (نائب مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)

پہلے نیت کریں:۔ عیدالاضحیٰ کی دو رکعت واجب نماز چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں میں واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ کعبہ شریف کی طرف، پیچھے اس امام کے

پہلی رکعت

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں

ثناء امام اور مقتدی دونوں پڑھیں

امام اور مقتدی دونوں کہیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں

امام صاحب با آواز سورہ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ پڑھیں گے، مقتدی خاموشی سے سنتے رہیں

معمول کے مطابق رکوع اور دو سجدے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں

دوسری رکعت

امام صاحب با آواز سورہ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ پڑھیں گے، مقتدی خاموشی سے سنتے رہیں

امام اور مقتدی دونوں کہیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں

اَللّٰہُ اَکْبَرْ — بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کریں

معمول کے مطابق دو سجدے
التحیات، درود شریف، دعائے ماثورہ اور سلام

نماز کے بعد (دعا سے پہلے) امام خطبہ اولیٰ اور خطبہ ثانیہ دیں باقی خاموشی سے خطبات سنیں

برکاتِ دسترخوان

میزبانی کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے

مہمانوں کے ہمراہ کھاتے وقت، مہمان نوازی کی نسبت سے گھر میں جس قسم کی جتنی چیزیں تیار کی ہوں، مہمانوں کے سامنے دسترخوان پران سب میں سے تھوڑی تھوڑی لا کر رکھ دی جائیں، کھانے کے درمیان یا اخیر میں لا کر نہ رکھیں ورنہ کھانے والے اپنا نصاب طعام پورا کر لینے کی وجہ سے الجھن میں مبتلا ہو جائیں گے کہ اخیر میں آنے والے تفکہات اور میوے وغیرہ کھائیں یا نہ کھائیں، اگر کھائیں تو ثقل اور بدہضمی کی فکر اور نہ کھائیں تو میزبان کی دل شکنی کا اندیشہ۔ اس لئے اصول اور طریقہ یہی ہے کہ بنی ہوئی ہر چیز میں سے کم وبیش لا کر رکھ دی جائیں۔ اس کا تعلق اکرام سے ہے، اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

وظائفِ اشرفی

فضل الرحمٰن اشرفی

رزق، رہائش اور رشتہ کیلئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا جس پر انہیں رزق، رہائش اور رشتہ ملا (ابن کثیر)

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں اس بھلائی کا جو تو میری طرف اتارے محتاج ہوں۔

(سورۃ القصص آیت نمبر ۲۴)

حکایتِ مہر و وفا

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا باہمی محبت و عقیدت کا تعلق

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں لاہور میں تشریف فرما ہوتے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے، جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچنے کی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ہوتی یا خود دور سے دیکھ لیتے تو اگر خدام سے کوئی بات ہو رہی ہوتی تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ خاموش ہو جاؤ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بہت ادب سے حاضر ہوتے مصافحہ کر کے خاموشی سے مراقب ہو کر بیٹھ جاتے، اگر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کوئی بات دریافت فرماتے تو بڑے ادب کے ساتھ آہستگی سے جواب دیتے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر واپس جاتے تو سیدھا پیچھے کو چلتے باہر جا کر دروازے سے ایک طرف ہو کر پیٹھ پھیرتے تھے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پیٹھ کر کے چلے ہوں۔

(ارشادات ص ۱۶)

محتاج دعا

زبیر عالمگیر ✹ ابرار عالمگیر

دل کا اطمینان

شہید حکیم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (بانی ہمدرد لیبارٹریز)

دل کا اطمینان ومتاع گراں ہے، جس کی تلاش میں ہر انسان رہتا ہے اور جس کو حاصل کرنا ہر ایک کی سعی وجہد کا مقصور ہوتا ہے، دل کے اطمینان کے لیے انسان اپنی ساری زندگی کوشاں رہتا ہے اور اس کے مل جانے کے بعد دنیا کی ہر دولت سے اپنے کو بے نیاز سمجھتا ہے اگر کسی کو دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوں، ہر قسم کی سہولتیں اس کو میسر ہوں لیکن اس کو اطمینان قلب حاصل نہ ہو تو وہ کسی نعمت سے بہرہ اندوز نہیں ہوسکتا اور ہر سہولت اس کے لیے بے فائدہ ہے، اطمینان قلب اگر میسر ہوجائے تو سمجھئے کہ تمام کوششیں کارگر ہوئیں اور زندگی بامقصد ہوگئی۔

اسلام نے ہمیں ایک ایسا نظام کامل عطا کیا ہے، جس میں انسان کے روحانی اور مادّی دونوں پہلوؤں کی تسکین کا سامان موجود ہے، اسلام جہاں انسان کے حیوانی تقاضوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، وہاں اس کے روحانی وجود کا نشوونما بھی چاہتا ہے، دوسرے الفاظ میں اسلام انسان کو حیوان محض نہیں بننے دینا چاہتا، جس کا مقصد محض نفسانی خواہشات کی تکمیل ہو بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان دنیا میں اس طرح زندگی گزارے کہ اس کے روحانی اور جسمانی داعیات کا متوازن نشوونما ہو، اسلام انسان کو شتر بے مہار بننے دینا نہیں چاہتا، اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں اس طرح زندگی گزارے کہ وہ قدرت کی عطا کی ہوئی تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہو مگر اس کے ساتھ اس دنیا کا بھی خیال رکھے جہاں انسان کو بالآخر جانا ہے اور جہاں کی زندگی اصل اور دائمی زندگی ہے، اس بنا پر وہ انسان کی تمام سرگرمیوں اور افعال کے لیے کچھ حدود مقرر کرتا ہے اور ایک دائرہ کھینچ دیتا ہے کہ اس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے، معاش ہو یا جنس، سیاست ہو یا تجارت، ان حدود کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے،

ان پابندیوں کا مقصد یہ ہے کہ انسان وقتی خواہشات اور عارضی کشش کے پیچھے توازن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ دے، جس کے نتیجے میں انسان سے اس کا سکون و اطمینان چھن جاتا ہے اور وہ اضطراب و انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

قلب کو انسانی زندگی میں جو اہمیت اور مرکزیت حاصل ہے، وہ ہر ذی ہوش پر عیاں ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک قلب کی اہمیت کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی دعوت دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''خوب سمجھ لو کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب یہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور جب یہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور یہ (گوشت کا ٹکڑا) قلب ہے''
(صحیح البخاري حدیث ۵۲)

اس ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم کی صحت و بہتری کا انحصار قلب کی درستی پر ہے، قلب کی خرابی سارے جسم کے بگاڑ کے برابر ہے، جسم کی صحت میں ذہن و نفس کی صحت یقیناً شامل ہے، جسم اور نفس کا باہمی تعلق و انحصار ایک سائنسی حقیقت ہے، ایک کا دوسرے پر اثر انداز ہونا بھی مسلم ہے، ذہن کے بگاڑ سے جسم متاثر ہوتا ہے اور اس کی صحت خراب ہوتی ہے، اسی طرح جسم کی تکلیف ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے اور ذہنی صحت بھی متاثر ہوتی ہے اگر قلب اطمینان سے محروم ہو تو ذہن اور جسم دونوں کو سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا، انسان فطری طور پر قلب و روح کے اطمینان کا طالب ہوتا ہے اور اس کی سعی و عمل کا مرکز اطمینانِ قلب ہی ہے، اس اطمینان و سکون کی ضرورت کی جانب قرآن حکیم نے بھی اشارہ فرمایا ہے، خالق کائنات نے فرمایا کہ اس نے نوع انسانی کو دو حصوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے سکون و راحت حاصل کریں پھر ایسا شخص کون سا ہے، جسے سکون و اطمینان کی

ضرورت سے انکار ہو، یہی وجہ ہے کہ انسان اطمینان قلب کی خاطر ہر قسم کی جسمانی اور مادّی قربانیوں کو خوشی خوشی برداشت کر لیتا ہے۔

تاہم یہاں اس نکتے کی جانب توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ اطمینان وسکون کی ماہیت ونوعیت یکسر اضافی ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بے روزگار شخص کوئی ذریعہ معاش نہ ہونے کی بنا پر اپنی ساری توجہات حصول معاش پر صرف کرتا ہے اور اس کو اتنا سکون نصیب نہیں ہوتا کہ اپنے بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزار کر اور ہنس بول کر مسرت حاصل کرے لیکن ایک دوسرا شخص جس کو کوئی فکر معاش نہیں ہوتی، وہ اولاد کی تمنا میں بے چین رہتا ہے، اس کو فرحت حاصل ہے لیکن بچوں کی مسرت حاصل نہیں ہے، اس طرح یہ دونوں خدا کے بندے سکون قلب کی تلاش میں ہیں، ایک کو دولت دنیا حاصل ہے مگر وہ نعمت اولاد سے محروم ہے، دوسرے کو بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے جس سکون کی ضرورت ہے، وہ حاصل نہیں ہے گویا سکونِ قلب اور دل کا اطمینان کسی خاص چیز سے وابستہ نہیں، بلکہ یہ مسرت سراسر اضافی ہے۔

ہر حالت میں اطمینان قلب کی صورت صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر انسان یقین کامل پیدا کرے اور اپنے دل کو اپنی خواہشوں اور خوشیوں کو اُس کی رضا جوئی سے وابستہ کر لے اور راضی بہ رضا ہو جائے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اور اس کی حکمت کو مقدم سمجھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو ہر تکلیف راحت معلوم ہونے لگتی ہے اور وہ ہر حال میں خوش رہتا ہے، اس کا قلب مطمئن رہتا ہے، دل کا سکون چھیننے والی سب سے بڑی چیز مایوسی ہے، مایوس انسان اطمینانِ قلب سے محروم ہو جاتا ہے، ناامیدی بے اطمینانی پیدا کرتی ہے اور امید دل بڑھاتی ہے، اسی لیے مایوسی کو کفر قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔''

مایوسی آدمی کو عمل سے دور کرتی ہے اور بے عملی مزید مایوسی کو جنم دیتی ہے، بے عمل

انسان عمل کے ثمرات سے محروم رہتا ہے، جس کے نتیجے میں یاس و نا امیدی اور بڑھتی ہے، اطمینان اور توکل کی ایک عام مگر غلط تعبیر یہ ہے کہ خود کچھ نہ میں کرو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو، وہ سب کام بنادے گا لیکن یہ تصور نقصان دہ ہے، توکل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی سی کوشش کرے، اس کے بعد نتائج کے لیے بے چین ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اُس سے اچھی امید رکھے، مطلب یہ ہے کہ اگر انسان صرف اپنے آپ پر ہی بھروسہ کرے گا تو وہ اپنی کامیابی پر مغرور ہو جائے گا اور ناکام ہوا تو مایوس اور بزدل ہو جائے گا، اس طرح اطمینانِ قلب کی دولت اس سے چھن جائے گی۔

اطمینان قلب کے لیے اللہ اور آخرت پر ایمان کے ساتھ سعی و عمل بھی ضروری ہے، عمل سے خالی ایمان اور جدوجہد سے عاری ایقان، انسان کو کبھی اطمینانِ قلب نہیں دے سکتا، اللہ کے قادر مطلق ہونے پر ایمان جتنا پختہ ہوگا اور عمل جتنا اچھا ہوگا، دل کا اطمینان اتنا ہی مستحکم ہوگا۔

اسلام انسانی زندگی میں توازن چاہتا ہے کہ وہ دنیا کی آسایشوں میں اتنا نہ کھو جائے کہ قلب وروح کے تقاضوں کو سراسر فراموش کر دے، اسلام میں نیکی کا یہ تصور نہیں ہے کہ انسان تمام دنیا سے قطع تعلق کر کے صرف عبادت میں مصروف ہو جائے، اسلام نے ہمیں عبادات کا بہت وسیع تصور دیا ہے، وہ نماز روزے کو ہی عبادت قرار نہیں دیتا، بلکہ ہر انسانی فعل اسلامی نقطۂ نظر سے عبادت قرار پا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے مطابق ہو اور مقررہ حدود کے اندر ہو، اسلام یہ نہیں چاہتا کہ اللہ کے نیک بندے دنیا کو چھوڑ کر ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں اور دنیا کا انتظام اللہ کے باغی بندوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں کہ اللہ کی مخلوق اطمینانِ قلب سے محروم ہو جائے، خدا پرستی، عمل اور انسان دوستی ہی میں انسان کی فلاح ہے۔

حج کے 5 دن اور اس کا طریقہ

حضرت مولانا محمد یوسف خان دامت برکاتہم
رجسٹرار و ناظم تعلیمات و شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

حج کا پہلا دن 8 ذوالحجہ

آج صرف ایک کام کرنا ہے: آج آپ نے احرام باندھ کر منیٰ جا کر اپنے خیمے میں قیام کرنا ہے

طریقہ: منیٰ جانے کے لیے آپ کو دو یا تین دن پہلے انتظامیہ اطلاع دے دے گی کہ فلاں دن اور فلاں وقت منیٰ خیمہ میں قیام کیلئے روانہ ہونا ہے۔

1۔ جو وقت آپ کو منیٰ جانے کے لیے بتایا جائے اس سے تین سے چار گھنٹے پہلے اپنی رہائش گاہ، کمرے یا ہوٹل سے احرام کی چادریں باندھ کر تیار ہو جائیں (کیونکہ بلڈنگ میں رش کی وجہ سے اکثر اوقات پانی کی کمی کا مسئلہ ہو جاتا ہے)۔

2۔ اپنے کمرے میں دو رکعت نماز نفل ادا کرنے ہیں۔

3۔ حج کی نیت کرنی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما۔

4۔ اس کے بعد تین مرتبہ مرد اونچی آواز میں اور عورت آہستہ آواز میں تلبیہ پڑھیں

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

یہ 4 کام کرنے سے آپ کا احرام بندھ جائے گا، اس کے بعد آپ کو منیٰ (خیمہ میں)

لے جایا جائے گا۔

1:۔ (عورتیں اور مرد خیموں میں علیحدہ علیحدہ پردہ میں رہیں) جس کی وجہ سے حالت احرام میں غیر محرم کو دیکھنے والے گناہ سے بچ جائیں گے اور دونوں بآسانی اپنی اپنی عبادات بھی کر سکیں گے۔

2:۔ منیٰ میں آپ نے سارا دن ٹھہرنا ہے وہاں پر آرام کرنا ہے اور وہاں پر آپ نے نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اپنے خیمہ میں اذان دے کر باجماعت ادا کرنی ہے۔

3:۔ منیٰ جاتے ہوئے آپ کو مکہ میں 15 دن یا اس سے زائد ہو چکے ہیں تو منیٰ میں پوری نمازیں پڑھیں گے، اگر 15 دن نہیں ہوئے تو آپ قصر نماز پڑھیں گے اور اس سے بھی آسان کام یہ ہے کہ آپ کسی مقیم کو یعنی جس کو 15 دن مکہ میں ہو چکے ہیں اسے امام بنا دیں اور آپ سب اس کے پیچھے پوری نماز پڑھ لیں۔

حج کا دوسرا دن 9 ذوالحجہ

آج آپ نے دو کام کرنے ہیں (1) وقوف عرفہ (2) وقوف مزدلفہ

نوٹ! وقوف عرفہ یہ حج میں فرض ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ آپ نے 9 ذوالحجہ کے دن صبح فجر کی نماز منیٰ کے خیمہ میں پڑھیں اور پھر میدان عرفات میں تشریف لے جائیں اور جا کر وقوف عرفہ کریں لیکن اب زیادہ رش ہونے کی وجہ سے سارے حجاج کو رات ہی کو منیٰ سے میدان عرفات میں لے جاتے ہیں، اب 3 باتیں ذہن میں رکھیں۔

1 وقوف عرفہ کیا ہوتا ہے؟ ''وقوف'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''ٹھہرنا'' (یعنی) میدان عرفات میں ٹھہرنا۔

2 وقوف عرفہ کا وقت کیا ہے؟ زوال (یعنی ظہر) کے وقت کے شروع ہونے سے لے کر

سورج غروب ہونے تک (مکمل وقت) میدان عرفان میں ٹھہرنا واجب ہے۔

3 وقوف عرفہ میں کیا کرنا ہوتا ہے؟ (1) نماز پڑھنا (2) تلاوت کرنا (3) ذکرواذکار کرنا (4) دعا مانگنا وغیرہ

نوٹ: (الف) اگر آپ مسجد نمرہ میں حج کے امام کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں تو آپ اس صورت میں ظہر اور عصر اکٹھی ظہر ہی کے وقت میں ادا کریں گے لیکن اگر آپ اپنے خیموں میں نماز ادا کر رہے ہیں تو ظہر کی نماز (ظہر کے وقت میں) اور عصر کی نماز (عصر کے وقت میں) اپنے اپنے وقت میں اپنے امام کے پیچھے پڑھیں گے۔

(ب) 9 ذوالحجہ کے فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ کی نماز عصر تک مرد حضرات کیلئے اونچی آواز میں اور عورت کیلئے آہستہ آواز میں (ہر فرض نماز کے بعد) ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔

(2) وقوف مزدلفہ یہ حج میں واجب ہے

اب 3 باتیں ذہن میں رکھیں:

1: وقوف مزدلفہ کیا ہوتا ہے؟ ''وقوف'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''ٹھہرنا'' (یعنی) میدان مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

2: وقوف مزدلفہ کا وقت کیا ہے؟ صبح صادق (فجر کی اذان کے وقت) سے لے کر طلوع آفتاب (سورج کے نکلنے) تک (کچھ وقت) میدان عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے۔

3: وقوف مزدلفہ میں کیا کرنا ہوتا ہے؟ (1) نماز پڑھنا (2) تلاوت کرنا (3) ذکرو اذکار کرنا (4) دعا مانگنا وغیرہ

(الف) آج مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں (مغرب اور عشاء ملا کر، ایک آذان اور دو تکبیر کے ساتھ) مزدلفہ میں پڑھنی ہے، مغرب کی نماز میں ادا کی نیت (قضا کی نہیں) ہوگی کیونکہ

اسلام میں یہی حکم دیا گیا ہے۔

(ب) اپنی کنکریوں (کپڑے) والی تھیلی میں (نماز وغیرہ سے فراغت کے بعد رات سونے سے پہلے میدان مزدلفہ سے) 70 کنکریاں (مٹر کے دانے کے برابر اور کھجور کی گٹھلی سے چھوٹی) کپڑے کی تھیلی میں رکھ لیں (پلاسٹک کے شاپر میں نہیں رکھنی)۔

(ج) وقوف مزدلفہ کے لیے کھلی جگہ ہے یہاں کوئی خیمہ نہیں ہوگا، آپ اپنے چٹائی بچھالیں، تکیہ وغیرہ رکھ لیں، کھلے آسمان کے نیچے سوجائیں۔

(د) فجر کی نماز اپنے امام کے ساتھ ادا کریں، جونہی آپ نے فجر کی نماز ادا کی آپ کا واجب وقوف مزدلفہ ادا ہوگیا۔

(س) سورج نکلنے سے پہلے منیٰ روانہ ہوجائیں، سب حاجیوں نے واپس صبح منیٰ اپنے خیموں میں پیدل جانا ہے۔

حج کا تیسرا دن 10 ذوالحجہ

آج تین کام کرنے ہیں:

1 رمی جمرہ عقبہ (بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا) ''جمرات'' کی طرف پیدل جانا ہوگا۔

(الف) آج صرف بڑے شیطان کو 7 کنکریاں ایک ایک کر کے مارنی ہیں۔

(ب) جب آپ جمرات پر پہنچے تو تلبیہ پڑھنا بند کردیں۔

(ج) کنکریاں مارنے کا وقت 10 ذوالحجہ کی صبح سورج طلوع ہونے سے لے کر اگلے دن صبح فجر (کی اذان) کے وقت تک ہے، کوشش کریں کہ کنکری مارنے کے لیے نماز ظہر یا نماز عصر کے بعد (خصوصاً جن کے ساتھ فیملی ہو) جائیں اس وقت رش کم ہوگا۔

نوٹ: جو مرد یا عورت کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں یا عام زندگی میں چل پھر سکتے ہیں، ایسے

افراد کسی کو اپنی کنکریاں رمی کے لیے کسی دوسرے شخص کو نہیں دے سکتے۔

2 قربانی کرنا 3 سر کے بال کٹوانا/منڈوانا

(الف) جب آپ کو اطلاع مل جائے کہ آپ کی طرف سے قربانی ہوگئی ہے، اب آپ سر کے بال منڈوالیں یا کتروالیں، اگر آپ کے سر کے بال ایک انچ سے بڑے ہیں تو انہیں ایک ایک انچ چھوٹا کروالیں اور اگر ایک انچ سے چھوٹے ہیں تو اُسترے سے منڈوانا واجب ہے، ورنہ احرام نہیں کھلے گا، بال کٹواتے ہی آپ کا احرام کھل جائے گا۔

نوٹ (الف) کوشش کریں کہ وہ حاجی دوسرے حاجی کے بال کاٹے جو رمی، قربانی اور اپنے بال منڈوایا کٹوا چکے ہوں۔

(ب) جیسے ہی آپ بال کٹوائیں گے یا منڈوائیں گے آپ کا احرام کھل جائے گا اور احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوجائیں گی سوائے ایک پابندی کے (اگر بیوی ساتھ ہے تو ازدواجی تعلق قائم نہیں کرسکتے)

(ج) اب آپ اگلے دن ظہر تک فارغ ہیں، آپ نے اس دوران منیٰ میں حج کا اور کوئی کام نہیں کرنا، اس دوران آپ کوشش کریں کہ طواف زیارت اور طواف زیارت کی سعی کرلیں۔

(د) طواف زیارت کا وقت 10 ذوالحجہ کی صبح کو فجر کے وقت سے لیکر 12 ذوالحجہ کو سورج غروب ہونے تک ہے کوشش کریں 10 ذوالحجہ یا 11 ذوالحجہ کو آپ طواف زیارت کرلیں، 12 ذوالحجہ کو بہت رش ہوتا ہے۔

(ر) طواف زیارت کرتے ہوئے گلے والا بیگ (مع سامان) لازمی اپنے ساتھ رکھیں۔

(س) طواف زیارت کیلئے آپ انفرادی طور پر اپنے خرچہ پر کسی سواری یا پیدل حرم جاسکتے ہیں۔

(ص) حرم پہنچ کر باوضو طواف کریں پھر سعی کریں، آپ کا طواف زیارت ہوگیا۔

(ط) طواف اور سعی کے درمیان آرام کرنا یا کچھ کھاپی لینا جائز ہے، اس کے بعد منیٰ اپنے

خیمہ میں واپس آجائیں۔

حج کا چوتھا دن 11 ذوالحجہ

(الف) آج آپ نے صرف ایک کام کرنا ہے: آج آپ نے رمی کرنی ہے یعنی تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مارنی ہیں اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں۔

(ب) آج رمی کرنے کا وقت زوال کے وقت سے لیکر اگلے دن صبح فجر کے وقت سے پہلے تک ہے۔

حج کا پانچواں دن 12 ذوالحجہ

(الف) آج آپ نے صرف ایک کام کرنا ہے: آج آپ نے رمی کرنی ہے یعنی تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مارنی ہیں اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں۔

(ب) آج رمی کرنے کا وقت زوال کے وقت سے لیکر اگلے دن صبح فجر کے وقت سے پہلے تک ہے۔

نوٹ (الف) اب آپ کے پاس باقی 21 کنکریاں تھیلی میں موجود ہیں اگر آپ کسی وجہ سے 13 ذوالحجہ کو منیٰ میں اپنے خیمہ میں ٹھہر گئے اور ۱۳ ذوالحجہ کی صبح فجر کا وقت داخل ہو گیا تو ایسی صورت میں پھر دوبارہ تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں مار کر آنا ہوگا، نہیں تو اب 13 تاریخ کو آپ کے پاس یہ 21 کنکریاں فالتو ہیں، یہ پھینک دیں، الحمدللہ آپ کا حج مکمل ہو گیا۔

(ب) اب صرف ایک واجب عمل باقی ہے اور وہ الوداعی طواف کرنا ہے اور وہ بغیر احرام کے، بغیر رمل کے، بغیر اضطباع کے اور اس میں سعی بھی نہیں ہوگی لیکن واجب الطواف کے دو نفل ادا کرنا ہوں گے۔

(ج) یہ الوداعی طواف آپ نے اپنے وطن واپس آنے کیلئے ایئر پورٹ آنے سے 8 سے 10 گھنٹے پہلے کر کے اپنے ہوٹل میں واپس آنا ہے، البتہ نماز اور طواف کیلئے حرم میں دوبارہ جاسکتے ہیں۔

حج کے 5 دن

پہلا دن	8 ذوالحجہ	ایک کام	(1) احرام باندھ کر منیٰ جانا ہے
دوسرا دن	9 ذوالحجہ	دو کام	(1) وقوف عرفہ (2) وقوف مزدلفہ
تیسرا دن	10 ذوالحجہ	تین کام	(1) رمی (2) قربانی (3) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا
چوتھا دن	11 ذوالحجہ	ایک کام	رمی کرنا (تینوں جمرات کی)
پانچواں دن	12 ذوالحجہ	ایک کام	رمی کرنا (تینوں جمرات کی)

12,11,10 ذوالحجہ میں سے کسی بھی روز کسی بھی وقت طواف زیارت کرنا

حج کیلئے ضروری اشیاء	ایک عدد گلے کا بیگ تیار کرنا ہے	جس میں درج ذیل سامان رکھنا ہے

مرد وخواتین					
3	100 دانے والی تسبیح	4	تسبیح 7 دانوں والی (طواف اور سعی کیلئے)	5	جوتے والا تھیلا
		1	چھوٹے سائز کا قران پاک	2	مناجات مقبول ترجمہ والی (دعاؤں کی کتاب)

منیٰ لے جانے کیلئے ضروری اشیاء	ایک عدد چھوٹا بیگ تیار کرنا ہے	جس میں درج ذیل سامان رکھنا ہے

مرد حضرات					
3	بند جوتا (احرام کھولنے کے بعد پہننے کے لیے)	4	ایک عدد ٹوپی		
		1	احرام کی 2 زائد چادریں رکھ لیں	2	2 سلے ہوئے سوٹ رکھ لیں

خواتین					
		1	3 سے 4 سوٹ رکھ لیں (5 دن کے لیے)		

مرد وخواتین					
3	جائے نماز (ہلکی سی)	4	کھانے والی خشک اشیاء (ڈرائی فروٹ، بسکٹ، بھنے ہوئے چنے وغیرہ)	5	روزمرہ کی (1 ہفتہ کی) ادویات
6	چھوٹی بوتل (پانی والی)	7	پلاسٹک کی فولڈنگ چٹائی	8	کنکریوں والی تھیلی
		1	گرم چادر (رات سونے کیلئے) کمبل نہ رکھیں	2	ہوا بھرنے والا تکیہ (چھوٹا)

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل واحکام

مولانا سعد بن اسعد عبید

اللہ تعالیٰ نے ماہ ذوالحجہ کو بالخصوص اس کے پہلے عشرہ کو حرمت، برکت، عظمت اور فضیلت عطا فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عشرہ ذی الحجہ میں کیے جانے والے نیک اعمال دوسرے عام دنوں میں کیے جانے والے نیک اعمال کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ فضیلت والے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جہاد جیسی عظیم عبادت بھی ان کے برابر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر جہاد کے لیے نکلے اور پھر ان جان و مال میں سے کچھ بھی واپس نہ آئے، یعنی وہ شہید ہو جائے۔ (صحیح بخاری باب فضل العمل فی ایام التشریق، حدیث نمبر ۹۶۹، سنن ترمذی ۱۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں عشرہ ذوالحجہ زیادہ عظمت والا ہے اور ان دس دنوں میں کی جانے والی عبادت باقی عام ایام کی بہ نسبت اللہ کو زیادہ محبوب ہے، ان دنوں میں کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح (سبحان اللہ) تہلیل (لا الہ الا اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) اور تحمید (الحمد للہ) کرو۔

(مسند عبد بن حمید، احادیث ابن عمر، حدیث نمبر ۸۰۴)

اس مہینے کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ یہ دین اسلام کے پانچویں اہم ترین رکن "حج" کی ادائیگی کا مہینہ ہے۔

اس مہینے کے مخصوص ایام نویں ذوالحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذوالحجہ کی نماز عصر تک میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات تشریق (اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ

اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد) کہی جاتی ہیں۔

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ سے ذوالحجہ کے مراد پہلے نو دن ہیں ان کے روزوں کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ اس کے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (جامع الترمذی، باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالحج کے پہلے نو دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ (سنن ابی داود، باب فی صوم العشر، حدیث نمبر ۲۰۸۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب قرآن کریم میں ایک آیت ایسی ہے اگر وہ ہمارے اوپر یعنی دین یہود میں نازل کی جاتی ہے تو ہم اس دن عید مناتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے پوچھا کہ کونسی آیت؟ یہودی نے کہا: (جس کا مفہوم یہ ہے) کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ہم اس دن (یوم عرفہ نویں ذوالحجہ بروز جمعہ) کو خوب جانتے ہیں اور اس جگہ (میدان عرفہ) کو بھی اچھی طرح سے جہاں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقوف عرفہ کے وقت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ، حدیث نمبر ۴۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عرفہ کے دن اپنی زبان کی، اپنے کانوں کی اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہے تو اس دن سے لے کر دوسرے سال عرفہ کے دن تک کے اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج، حدیث نمبر ۳۴۹۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حج کے دس دنوں میں سے ہر دن کو

ہزار دنوں کے برابر جبکہ عرفہ کے دن کو دس ہزار دنوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔

(شعب الایمان للبیہقی، تخصیص ایام العشر من ذی الحج، حدیث نمبر ۳۴۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ یوم عرفہ کا روزہ اس کے بعد اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

(صحیح مسلم، باب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر ویوم عرفۃ، حدیث نمبر ۲۷۱۶)

نوٹ: یہ عظیم الشان فضیلت ان لوگوں کے لیے ہے جو حج ادا نہ کر رہے ہوں، حجاج کرام کو روزہ کی وجہ سے وقوف عرفہ جیسی عبادت میں سستی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت باقی ایام کی بہ نسبت یوم عرفہ (نویں ذوالحج) والے دن لوگوں کو کثرت کے ساتھ جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ (صحیح مسلم، باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ، حدیث نمبر ۲۴۰۲)

اس مہینے کی دسویں تاریخ کو نماز عید ادا کی جاتی ہے، عیدین کی راتیں ایسی مبارک راتیں ہیں اگر کوئی شخص ان میں اللہ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کا یقین رکھتے ہوئے عبادت میں مشغول رہا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، باب فیمن قام فی لیلتی العیدین، حدیث نمبر ۱۷۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی خرچ کی فضیلت اس خرچ سے ہرگز زیادہ نہیں جو عید قربان والے دن قربانی پر کیا جائے۔ (سنن الدارقطنی، باب الصید والذبائح، حدیث نمبر ۴۸۱۵)

اللہ کریم ہمیں ان مبارک ایام کی قدر اور عبادت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنے کرم سے ان عبادات کو اپنی بارگاہ میں قبول بھی فرمائے۔ آمین

قربانی کے جانوروں کی عمریں

بکرا/بکری/بھیڑ/دنبہ	گائے/بھینس	اونٹ/اونٹنی
ایک سال	دو سال	پانچ سال

- ایسا بھیڑ، دنبہ جس کی عمر چھ ماہ ہو لیکن دیکھنے میں سال والوں کے برابر معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔
- مذکورہ جانوروں کی عمریں قمری سال کے اعتبار سے شمار ہوں گی۔
- اگر جانوروں کی عمریں مکمل ہیں تو دانت نہ نکلنے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔
- اگر قمری سال کے اعتبار سے ایک دن بھی عمر کم ہے تو قربانی جائز نہیں۔ مثلاً کوئی جانور گیارہ ذوالحجہ کو پیدا ہوا تو اگلے سال دس ذوالحجہ کو وہ ایک سال سے ایک دن کم ہے لہٰذا دس ذوالحجہ کو اس کی قربانی جائز نہیں۔

وہ عیب دار جانور جن کی قربانی درست نہیں

اندھا ہو	ایک آنکھ کی ایک تہائی یا اس سے زیادہ بینائی ختم ہوگئی ہو	لنگڑا ہو اور قربان گاہ تک نہ چل کر جا سکتا ہو
جو اتنا لاغر اور کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا ختم ہو گیا ہو	ناک کٹی ہوئی ہو	وہ خارشی جانور جو کمزور ہو کیونکہ بیماری اس کے گوشت میں سرایت کر چکی ہوتی ہے
چکی کٹی ہوئی ہو	کان کا ایک تہائی یا اس سے زیادہ حصہ کٹا یا چرا ہوا ہو	دم کا ایک تہائی یا اس سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو
پیدائشی طور پر آنکھیں نہ ہوں	پیدائشی طور پر کان نہ ہوں	ایک تہائی یا اس سے زیادہ زبان کٹی ہوئی ہو یا کم کٹی ہو، لیکن وہ گھاس نہ چر سکتا ہو
تمام دانت گر گئے ہوں یا کچھ گر گئے ہوں اور باقی ماندہ دانتوں سے وہ چارہ نہ کھا سکتا ہو	بکری کا ایک اور گائے/اونٹنی کے دو تھن یا ان کی گھنڈیاں کٹ گئی ہوں	خنثی ہو (جس میں مذکر و مؤنث دونوں کی علامات پائی جائیں)

صرف گندگی اور ناپاک چیزیں ہی کھاتا ہو	جس کے تھنوں میں بیماری کی وجہ سے دودھ نہ آتا ہو

وہ عیب دار جانور جن کی قربانی درست ہے

سینگ نہ ہوں یا بُھر گئے ہوں	وہ خارشی جانور جو موٹا تازہ ہو	ایسا پاگل جانور جو چارہ کھاتا ہو
بھینگا جانور	جس کی اون/بال جھڑ گئے ہوں	جس کے سینگ مڑے ہوئے ہوں
جس کے تھن چھوٹے ہوں	کان پیدائشی طور پر چھوٹے ہوں	خصی جانور
جس کی زبان کا ایک تہائی سے کم حصہ کٹا ہو اور وہ چارہ کھا سکتا ہو	علامت کے لئے "داغ" دیا گیا ہو	ایسا لنگڑا جانور جو چلتے ہوئے اپنی لنگڑی ٹانگ کو بہر حال زمین پر لگاتا ہو اگرچہ اس کی طرف جھک جاتا ہو
گائے، بھینس، اونٹنی کا اگر صرف ایک تھن مفلوج ہو جائے	ایک کان/دم/چکی کا ایک تہائی سے کم حصہ کٹا ہو	ایک آنکھ کی بینائی ایک تہائی سے کم متاثر ہوئی ہو

- افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور ہر قسم کے عیب سے سالم اور پاک ہو۔
- حاملہ جانور کی قربانی درست ہے، لیکن اگر ولادت کا وقت قریب ہو تو اس کا ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اگر ذبح کیا گیا اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو اس کو بھی ذبح کر دیا جائے۔ ذبح کے بعد اس کا کھانا جائز ہے اور اگر مردہ بچہ نکلا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔
- وحشی جانور کی قربانی تو درست نہیں، لیکن اگر وحشی اور غیر وحشی جانور کا ملاپ ہو تو ماں کا اعتبار ہوگا۔ اگر ماں پالتو ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔

ذکر الٰہی

مولانا اکرام اللہ ثاقب (خطیب وامام جامع مسجد احمد آباد انڈیا)

تمام جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد عبادتِ الٰہی ہے اور تمام عبادات کا مقصود یادِ الٰہی ہے اور یاد الٰہی کی بنیادی چیز ذکر الٰہی اور اللہ کی یاد ذاکر کو محبوب ترین بندہ بنا دیتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر تشریف لے گئے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی اے پروردگار تجھے اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اَلَّذِی یَذْکُرُنِی وَلَا یَنْسَانِی

وہ جو ہر وقت میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں (بیہقی، شعب الایمان صفحہ ۶۸۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً

ترجمہ: وہ لوگ جو ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کھڑے بیٹھے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں، (دل بے ساختہ یہ اقرار کرتا ہے کہ) اے ہمارے رب تو نے یہ سب بیکار نہیں بنایا۔ (سورۃ العمران آیت نمبر ۱۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کا ذکر کرے اور جو ذکر نہ کرے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے (صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۰۸۹)

ایک دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھی فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا یعنی اللہ کا ذکر کرنے

والے مل گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک تہ بہ تہ پہنچ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ تیری تسبیح وتکبیر اور حمد وثنا کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو کیا انھوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو نہایت شدت سے آپ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اس کی طلب کرتے ہیں) فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انھوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کر دیا۔

پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۰۹۰)

تاریخ مسجد نبوی

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن ستونوں کی خاص فضیلت ہے، بالخصوص مسجد کا وہ حصہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد تھا وہ خاص طور سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل اہتمام ہے، اور اس حصہ میں جتنے ستون ہیں وہ خاص طور متبرک ہیں، ان میں سے آٹھ ستون خاص طور سے افضل اور متبرک اور معروف ہیں:

۱۔ **أسطوانه مُخَلَّقَة:** یہ جگہ سب سے زیادہ متبرک ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے اسی کو اسطوانة حَنانَه بھی کہتے ہیں، اس جگہ کھجور کا وہ تنا تھا جس پر ٹیک لگا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے، جب منبر شریف تیار ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے لئے تشریف فرما ہوئے تو اس میں سے بہت زور سے رونے کی آواز آئی۔

حدیث میں ہے کہ جب منبر تیار ہو گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن اس پر تشریف فرما ہوئے تو یہ ستون ایسے زور سے چلایا، قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور اسے اپنے سینے سے لگایا تو اس طرح سسکیاں لے رہا تھا جیسا بچہ لیا کرتا ہے، جس وقت کہ اس کو روتے ہوئے کو چپ کرایا جائے۔ (بخاری شریف)

اس وجہ سے اس کو اُسطُوَانَهُ حَنانَهُ کہتے ہیں، جس کے معنی "رونے والی اونٹنی" کے ہیں۔ اور مُخَلَّقَة، خُلُوق سے جو ایک مرکب خوشبو کا نام ہے، وہ اس پر خاص طور سے مل جاتی تھی، اگرچہ اور ستونوں پر بھی مل جاتی تھی اور اس لئے اور بھی بعض ستونوں مُخَلَّقَة کو کہا جاتا تھا مگر اکثر اس کو کہا جاتا ہے۔

۲۔ **أسطوانه عائشه رضی اللہ عنہا:** جس کو اُسْطُوَانَةُ الْمُهَاجِرِين بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ان کی اکثر نشست اسی جگہ رہتی تھی، ابتدا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصلیٰ اسی جگہ تھا، اس کے بعد آگے کے ستون کی طرف جو نمبر (۱) میں گزرا تجویز ہوا۔

اس کو اسطوانه القرعة بھی کہتے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اس مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے، لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ وہ کون سی جگہ ہے؟ تو انہوں نے اس وقت بتانے سے انکار فرمایا، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا۔

اس لئے اسے اسطوانة عائشه رضی اللہ عنہا کہتے ہیں۔ کہ ان کی حدیث اور ان کی تعین سے اس کی تعیین ہوئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ اکثر اس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے۔

۳۔ **أُسْطُوَانَةُ التَّوْبَة:** اور اس کو أُسْطُوَانَه ابو لبابه بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، غزوہ بنو قریظہ کے وقت ایک غلطی ان سے سرزد ہو گئی تھی، لیکن اس کے بعد معاً متنبّہ ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تو اپنے آپ کو اس جگہ جو کھجور کا ستون تھا اس سے باندھ دیا، کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہوگی اپنے کو نہ کھولوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کھولیں گے تو اس جگہ سے رہائی کروں گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اللہ سے ان کے لئے استغفار کرتا مگر اب وہ براہ راست اپنی توبہ کے قبول پر مدار رکھ چکے ہیں، تو جب تک توبہ قبول نہ ہو میں کیسے کھول سکتا ہوں۔

کئی دن کے بعد ایک شب میں کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تھے، تہجد کے وقت ان کی توبہ قبول ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اطلاع فرمائی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کو کھولنا چاہا اور قبول توبہ کی بشارت دی، مگر انہوں نے کہا کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے مجھے کھلنا منظور نہیں، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو ان کو کھولا۔

۴۔ **أسطوانة السَّرِير:** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتکاف اس جگہ بھی بتایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کے زمانے میں اس جگہ شب کو آرام فرمایا کرتے تھے سریر کے اصل معنی تخت کے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام فرمانے کے لئے کوئی چیز اس جگہ بچھائی جاتی تھی جو لکڑی کی ہوگی۔

۵۔ **أسطوانة سطوانة علی**: جس کو أَسْطُوَانَةُ الْمُحَرَّسُ اور أسطوانة الْحَرَسِ بھی کہتے ہیں، حرس کے معنی حفاظت کے ہیں، بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دربانی کے طور پر اس جگہ تشریف فرما ہوتے تھے اور اکثر حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف رکھتے تھے اس لئے اسطوانة علی بھی نام ہوگیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے جب تشریف لاتے تھے تو اس جگہ کو گزرتے۔

۶۔ **أَسْطُوَانَةُ الْوُفُوْد**: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جو عرب کے وفود آتے تھے، وہ اکثر اس جگہ بٹھائے جاتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ تشریف لاکر ان سے گفتگو فرماتے، ان کو احکام کی تلقین فرماتے۔

۷۔ **أَسْطُوَانَة تَهَجُّد** کہتے ہیں کہ اکثر شب کے وقت جب سب لوگ چلے جاتے تو اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہجد کے لئے ایک بوریا بچھایا جاتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تہجد ادا فرماتے تھے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں تین رات جو نماز پڑھی ہے اور بہت مجمع جمع ہوجاتا تھا اور حضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کے فرض ہونے کے خوف سے پھر نہیں پڑھی، وہ اسی جگہ پڑھی گئی ہے۔ مگر اکثر روایات میں اس کا مسجد نبوی میں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (نزہتہ) اور یہ جگہ اس وقت مسجد نبوی میں داخل نہیں تھی۔

۸۔ **أسطوانة جبرئیل**: علماء نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی یہ خاص جگہ تھی، لیکن یہ ستون اس وقت حجرہ شریفہ کی تعمیر کے اندر آگیا ہے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہوتی۔

یہ آٹھ ستون علماء نے خاص گنوائے ہیں، لیکن یہ ظاہر بات ہے کہ مسجد نبوی کا کون سا حصہ ایسا ہوگا، جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک نہ پڑے ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نمازیں نہ پڑھی ہوں اور نہ صرف مسجد نبوی بلکہ مدینہ طیبہ کے سارے شہر کا کون سا حصہ ایسا ہوگا جہاں ان بابرکت ہستیوں کے قدم بارہا نہ پڑے ہوں؟ اس لئے وہاں کی ہر جگہ بابرکت ہے، حق تعالیٰ شانہ اس کی برکت سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے کہ اصل توفیق یہی ہے۔

دین کامل اور اتمام نعمت

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مخلوقات عالم میں صرف انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے جس کو خدا تعالیٰ نے خاص قسم کی صلاحیت اور استعداد عطا فرمایا کہ ایک محدود دائرہ میں آزاد ارادہ اور اختیار دے دیا ہے، اور اس آزاد ارادہ اور اختیار کے لئے اس کو قانون دے کر اس کی تعمیل چاہی ہے، اسی قانون کا نام دین اور مذہب ہے اور اسی کی تعلیم اور یاد دہانی کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوتے رہے اور اسی سلسلہ تعلیم کو امام الانبیاء سید الرسل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبعوث ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچایا اور اسی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے اکیاسی روز قبل ہزاروں کی تعداد میں اُن قدسی صفات اور پاک نفوس کے بھرے مجمع میں میدان عرفات کے اندر نویں ذوالحجہ کو جمعہ کے دن اور عصر کے وقت یہ اعلان کروایا گیا کہ:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔

اس اعلان خداوندی کا یہی منشا ہے کہ قیامت تک اب دین میں کسی ترمیم و تنسیخ اور حذف و اضافہ کی تو کوئی ضرورت ہے اور نہ گنجائش، ہدایت کے لئے جن احکام کی ضرورت تھی وہ

اُصولاً سب نازل کر دیے گئے ہیں۔ اب جو شخص دین میں کسی ایسی چیز کا اضافہ کرتا ہے جس کی تعلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو نہیں دی تو گویا وہ در پردہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ دین نامکمل اور میری تقسیم کا محتاج ہے، یا وہ اس کا مدعی ہے کہ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود رؤف اور رحیم ہونے کے اپنی امت کو بہتر اعلیٰ اور مکمل طریقہ نہیں بتایا، الغرض جس طرح اس کا قانون قدرت ترمیم و تنسیخ اور مخلوق کے دست برد سے بالاتر ہے، اسی طرح اس کا قانون شہری بھی ترمیم و تنسیخ اور تنقیص و اضافہ سے بالاتر ہے، کسی کی کیا مجال ہے کہ اس میں ترمیم کر سکے، اور کسی دانش فروش کا کیا حوصلہ ہے کہ وہ اس کو ناقص اور نا قابل قرار دے کر اس میں اضافہ اور اصلاح کا مدعی ہو سکے، کوئی حکمت اور دانائی کی ایسی بات نہیں جو قانون خداوندی میں موجود نہ ہو، انسانی زندگی کا کوئی بھی کھلا اور چھپا ہوا شعبہ ایسا نہیں جس کے شائستہ بنانے کا نہایت مکمل اور نا قابل ترمیم دستور العمل اس میں نہ پیش کیا گیا ہو۔

محبوب چیز کا بدلہ جنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، کہ جب میں کسی مومن بندے کی محبوب چیز اس دنیا سے اٹھا لیتا ہوں پھر وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے، تو اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۳۵۵)

جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق استاذ الحدیث ورجسٹرار
مولانا محمد اکرم کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی سیمینار

جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق استاذ الحدیث ورجسٹرار حضرت مولانا محمد اکرم کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی سیمینار 8 مئی بروز بدھ بعد نماز ظہر مسجد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد انارکلی لاہور میں مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہٗ کی زیر سرپرستی منعقد ہوا۔

سیمینار سے جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب، مولانا محمد امجد خان صاحب، مولانا محمد کفیل خان صاحب، مولانا مفتی احمد علی صاحب، مولانا ڈاکٹر حافظ زاہد علی ملک صاحب اور مولانا محمد امجد کاشمیری صاحب سمیت دیگر علماء نے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد اکرم کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و دینی اور تدریسی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

جامعہ اشرفیہ لاہور میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کا
مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہٗ کی زیر صدارت اہم اجلاس

عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کا اہم اجلاس مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور ومرکزی صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہٗ کی زیر صدارت

جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد ہوا جس میں مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب، ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر صاحب، ڈاکٹر عبدالماجد ندیم صاحب، مولانا محمد امجد کشمیری صاحب، مولانا مجیب الرحمن صاحب، حافظ محمد اقبال صاحب اور مولانا محمد افضال خان صاحب سمیت دیگر نے شرکت کی۔

اجلاس میں اسلامی ادب بالخصوص خواتین اور بچوں میں ادب کے فروغ تنظیمی و ادبی صورت حال اور دیگر امور کے بارے میں تفصیلی غور وخوض کے بعد اہم فیصلہ جات کیے گئے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے مرکزی صدر مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہ نے کہا کہ غزہ کے مظلوم مسلمانوں پر اسرائیلی مظالم اور درندگی انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے جس پر امت مسلمہ خون کے آنسو رونے پر مجبور ہے انہوں نے کہا کہ ان حالات میں مسلم حکمران، اقوام متحدہ، او آئی سی، انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

انہوں نے کہا کہ عالمی رابطہ ادب اسلامی جلد ہی لاہور میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کے سابق صدر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد اکرم کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر محمود الحسن عارف رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ڈاکٹر محمد میاں صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و ادبی خدمات کے حوالہ سے ایک سمینار منعقد کرے گی جس کے انتظامات کے لیے نائب صدر ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ عالمی رابطہ ادب اسلامی کے مرکزی امیر و صدر فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد حسن العمرانی حفظہ اللہ کی طرف سے شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی خدمات کے حوالہ سے لکھی گئی کتاب کو پاکستان میں عالمی رابطہ ادب اسلامی کی طرف سے شائع کیا جائے گا۔

من کی دُنیا، من کی دُنیا سوز و مستی، جذب و شوق
تن کی دُنیا، تن کی دُنیا سُود و سَودا، مکر و فن!

ڈاکٹر قاری محمد طاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

یہ شعر بال جبریل کی غزل نمبر ۷ سے ماخوذ ہے۔ غزل کے کل نو شعر ہیں۔ مذکورہ شعر چھٹا ہے۔ نفائس اقبال کی ترتیب میں اکیسواں ہے۔

یہ شعر اگرچہ الگ سے مستقل معنی رکھتا ہے تاہم اس شعر میں موجود معانی کے بحر ذخار کو سمجھنے کے لیے غزل کے دیگر اشعار کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ پوری غزل اس طرح ہے:

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغِ چمن
پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن
برگِ گل پر رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح
اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن
حسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بَن پیارے تو شہر اچھے کہ بَن؟
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن
من کی دنیا من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سُود و سودا، فکر و فن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے! آتا ہے دھن، جاتا ہے دھن
من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا، نہ تن

ماہرین اقبال کے نزدیک اگرچہ ان اشعار کو غزلیہ اشعار میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم اصلاً یہ ''نظم'' ہے۔ جس پر غزل کا گمان گزرتا ہے کیونکہ اس کے چند اشعار غزلیہ بھی ہیں۔ محتاط انداز میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ اشعار غزل و نظم کا آمیزہ ہیں۔

ان اشعار میں علامہ اقبال نے زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک زندگی کو وہ تن کی دنیا کہتے ہیں۔ دوسری زندگی کو وہ من کی دنیا قرار دیتے ہیں۔ تن کی دنیا سے مراد ان کے نزدیک ظاہری حیات ہے۔ جس کا مظہر انسانی جسم ہے۔ جو نظر آتا ہے۔ جس کے محسوسات ہیں۔ لیکن انسان کی ظاہری زندگی کے علاوہ ایک من کی دنیا ہے جو محسوسات کی گرفت سے ماوریٰ ہے۔ یہ دنیا نظر نہیں آتی لیکن اپنا مستقل وجود رکھتی ہے بلکہ اصل وجود ہے اور تن کی دنیا کی بنیاد ہی من کی دنیا ہے۔ تن کی دنیا کو فنا ہے جبکہ من کی دنیا کو دوام حاصل ہے۔ ان اشعار میں علامہ اقبال ان دونوں دنیاؤں کا موازنہ کر رہے ہیں اور موازنے کے نتیجے میں تن کی دنیا کو فانی

اور من کی دنیا کو باقی قرار دیتے ہیں۔

آغاز کے تین اشعار میں رنگ تغزل غالب نظر آتا ہے۔فرماتے ہیں کہ باغوں میں بہار آئی ہے اور گل لالہ چراغوں کی مانند روشن ہیں اور پوری فضا میں روشنی بکھیر رہے ہیں اور ان کو دیکھ کر مرغان چمن یعنی پرندے خوشی سے چہچہا رہے ہیں۔جس کی وجہ سے میں بھی تحریک پکڑ رہا ہوں اور اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اشعار کہنے پر مجبور ہوں۔سارے باغ میں پھولوں نے عجیب بہار کا سماں پیدا کر دیا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ یہ خوبصورت پریاں ہیں جو قطاروں میں کھڑی ہیں۔مراد یہ کہ دنیا کی رعنائی اپنے جوبن پر ہے اور ہر پھول پر شبنم کا قطرہ موتی کی مانند چمک رہا ہے۔جو سورج کی سنہری کرنوں سے اور بھی خوبصورت محسوس ہو رہا ہے۔ان تینوں اشعار میں دراصل دنیا کی رعنائی اور خوبصورتی کا تذکرہ ہے۔جس سے انسان دنیا کی کشش سے مسحور ہو رہا ہے۔ان تینوں اشعار میں دراصل قرآن مجید کی آیت کی ترجمانی ہے۔

انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو.....وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور (سورۃ الحدید:۲۰)

دنیا کی زندگی کھیل کود اور دھوکہ کے سوا کچھ نہیں۔

یہ تینوں اشعار اصلاً اس مضمون کی تمہید ہیں جو علامہ اگلے اشعار میں بیان کرنے والے ہیں۔فرماتے ہیں، اصل حسن کا مظاہرہ تو جنگل و کوہسار میں ہوتا ہے۔جہاں فطرت اپنی پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہے۔اس لیے ہمیں کائنات کی اصل سمجھنے کے لیے فطرت کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔یہاں پر اصل حسن سے مراد اللہ کی ذات کا ادراک و احساس ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احساس صحرا و جنگل ہی میں ہوتا ہے۔جہاں فطرت اپنی ذات میں جلوہ گر ہے اور شہری زندگی کی مصنوعی رعنائی وہاں نہیں ہے۔اس لیے اللہ کی صحیح معرفت حاصل کرنے کا مقام شہر نہیں

بلکہ کوہسار اور جنگل کی زندگی ہے جہاں فطرت اپنی جلوہ گری کر رہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے من کی دنیا میں ڈوب جاؤ۔ اپنے من کو اجلا کرو۔ تمہیں اپنے اندر ہی اللہ کی ذات جھلکتی نظر آئے گی۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وفی انفسکم افلا تبصرون

تم اپنے نفس ہی میں غور و فکر کرو۔ تمہیں ہماری ذات کا ادراک حاصل ہو جائے گا۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ من کی دنیا کو اجالنے کے لیے کسی صاحب دل کی صحبت اختیار کرو کہ صاحب دل کی صحبت من کی دنیا کا ادراک عطا کرتی ہے اور تن کی دنیا کی بے ثباتی کا شعور پیدا کرتی ہے

پیش نظر شعر کا ایک پہلو شعر میں مستعمل الفاظ کے حوالے سے بھی ہے۔ من کی دنیا کی ترکیب دو مرتبہ استعمال ہوئی جس کا مطلب ہے کہ دنیا والو من کی دنیا تم جانتے ہو کیا ہوتی ہے؟ اس ترکیب میں بھی اتباع قرآن کا پہلو غالب ہے۔

ما ھذہ الحیوۃ الدنیا

یہ دنیا کی زندگی کیا ہے؟

یہاں بھی انداز سوالیہ ہے۔ یہ تم جانتے ہو کہ اس دنیوی زندگی کی اصل کیا ہے۔ من کی دنیا سوز ہے، مستی ہے، جذب و شوق کا نام ہے۔ مراد یہ کہ دل کی دنیا کو جب انسان اپنا ہدف بناتا ہے تو اسے چار باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک سوز، دوسرے مستی، تیسرے جذب اور چوتھے شوق۔ سوز سے مراد سوز نظر ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان کو جعلی نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی مستی اور لذت و سرور حاصل ہوتا ہے جس سے وہی شخص لطف اندوز ہوتا ہے جسے یہ لذت حاصل ہو چکی ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ ایسے شخص کو دیکھتے ہیں تو اسے دیوانہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن زندگی کی اصل لذت سے

وہی شخص لطف اندوز ہوتا ہے۔اس کیفیت کو علامہ اپنے فارسی شعر میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

امتاں راز زندگی جذب دروں　　کم نظراں ایں جذب را گویند جنوں

ہیچ قومے زیر چرخ لاجورد　　بے جنونے ذوفنوں کارے نہ کرد

قوموں کی زندگی کا راز اندرونی جذب و کیفیت میں پنہاں ہے۔لیکن کم نظر لوگ اس اندرونی جذب و کیف کو پاگل پن قرار دیتے ہیں۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے آج تک کسی قوم نے اس پاگل پن کے بغیر کوئی قابل ذکر کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔اس کے برعکس تن کی دنیا یعنی دنیا کی ظاہری زندگی کی اصل بھی چار ہی چیزیں ہیں۔یعنی سود، سودا، مکر اور فن۔سود سے مراد ذاتی لالچ، سودا مال کی ہوس، مکر یعنی اس مال کی ہوس میں اندھا ہو کر انسان کسی بھی قسم کے مکر و فریب سے گریز نہیں کرتا اور فن یعنی مال کی لالچ میں اندھا ہو کر غلط کام کر گزرتا ہے۔علامہ کا یہ فرمان قرآن مجید کی اس آیت کی ترجمان ہے۔فرمایا:

"ویل لکل همزة لمزه الذی جمع مالا و عدده یحسب ان ماله اخلده"

آخری اشعار میں تن اور من دونوں دنیاؤں کا موازنہ کرتے ہوئے اصل حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔کہ من کی دنیا مستقل ہے، اصل ہے۔اس کو بقا ہے، دوام ہے۔جبکہ تن کی دنیا یعنی ظاہری حیات کو بقا نہیں فنا ہے۔وہ باقی رہنے والی نہیں، ختم ہونے والی ہے۔جسے من کی دنیا مل جائے وہ کبھی کسی کا غلام ہو کر نہیں رہتا۔وہ صرف اللہ و رسول کی غلامی میں زندگی بسر کرتا ہے اور یہ غلامی نہیں بلکہ اصل آزادی ہے۔جس کی لذت و حلاوت اسے مستقل حاصل رہتی ہے۔لیکن اگر انسان اللہ اور رسول کی غلامی سے ہٹ کر تن کا غلام ہو جائے تو اس کا تن من دھن سب ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

تبصرۂ کتب

ع م قاسمی (استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور)

نام کتاب: مجلس حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

وملفوظات: حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع کردہ: مولانا حبیب الرحمن رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ: دفتر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور

برصغیر پاک و ہند میں جہاں علماء و مدارس کا کردار نشر دین اور اسلام کے پھیلانے میں روز روشن کی طرح عیاں ہے اسی طرح صوفیائے کرام کی کاوشوں و محنتوں کا بھی اس میں بڑا عمل و دخل ہے یہاں تک کہ بعض صوفیائے کرام کے ایک ایک سفر میں جو مہینوں پر مشتمل ہوتے تھے لاکھوں لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ وسبب ہوا اور یہی محنت اور کوشش آگے چل کر برصغیر پاک و ہند میں اسلامی حکومت کے قائم ہونے کا سبب بنی۔

انہیں اکابرین میں ایک اہم نام حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جنہوں نے مسلمانوں میں اشاعت دین کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھیں، اور اپنے دور کے مختلف علماء سے باہمی مکمل رابطہ تعلق تھا جن میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں، ان حضرات سمیت دیگر حضرات کی دینی اصلاحی اور تبلیغی خدمات میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سرپرستی شامل رہتی تھی، جس کی وجہ سے ان حضرات کی تدریس و تصنیفی اور تبلیغی خدمات میں نمایاں فرق نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ سب حضرات کی کاوشوں کو قبول فرما کر اپنی رضا کے لیے کام کرنے والوں کی دستگیری و مدد فرمائے۔ آمین

کتاب خوب سے خوب تر ہے جس میں حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی اور حاجی عتیق انور صاحب مدظلہ عالی کی خصوصی توجہ کا عمل دخل ہے اللہ تعالیٰ خیر کے کاموں میں آگے سے آگے بڑھنے والا بنائے۔ آمین (ع م قاسمی)

کیا آپ جانتے ہیں کہ پشاور سے لے کر کراچی تک ہر کوئی صرف پاک فین ہی کیوں مانگتا ہے؟

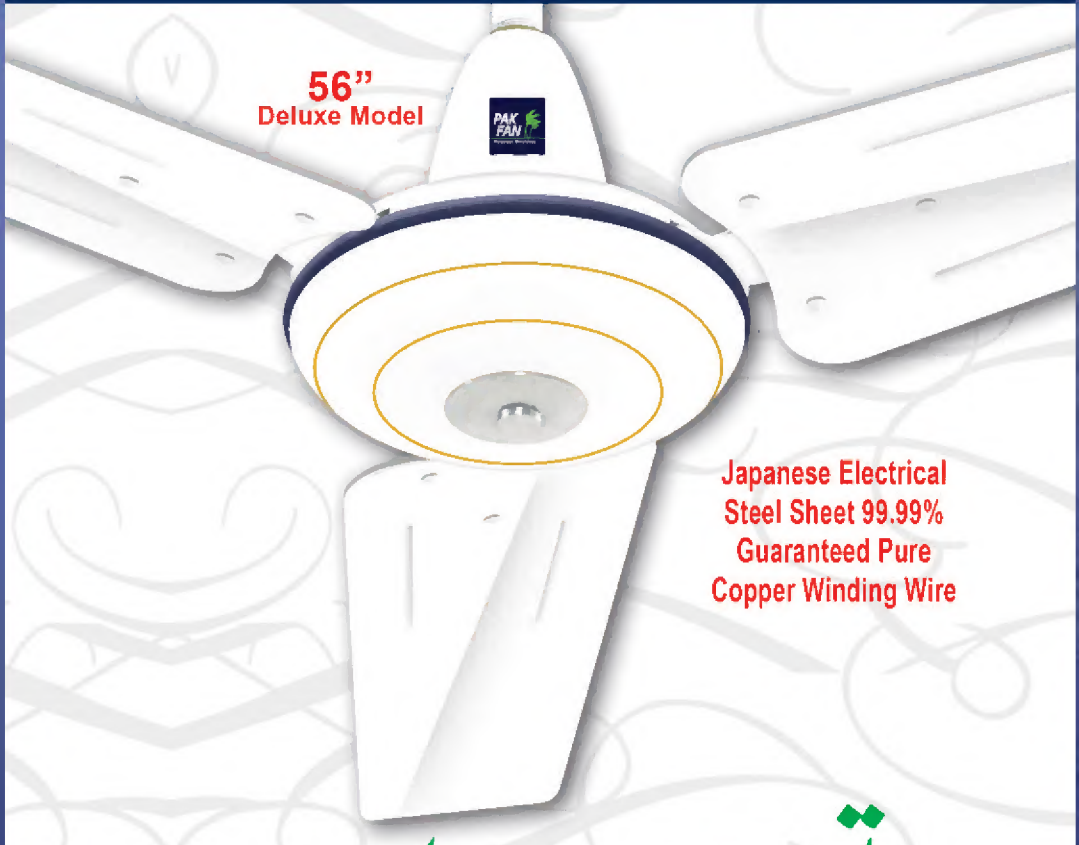

Japanese Electrical
Steel Sheet 99.99%
Guaranteed Pure
Copper Winding Wire

اس لیے کہ پاک فین کی **تعریف** تو ہر کوئی کرتا ہے۔ **شکایت** کوئی نہیں کرتا۔

یاد رکھیے پاک فین کا Deluxe ماڈل
مسجدِ نبوی کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

PAK FAN
Noiseless Matchless

Wahid Industries Limited, Gujrat.
www.pakfansofficial.com

دستورالعمل

منجملہ ارشاداتِ عالیہ حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

وہ دستورالعمل جو دل پر سے پردے اُٹھاتا ہے جس کے چند اجزا ہیں۔ ایک تو کتابیں دیکھنا یا سُننا۔ دُوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر انکی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے انکی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مُطالعہ کرو یا سُن لیا کرو۔ اور اگر تھوڑی دیر ذکراللہ بھی کرلیا کرو۔ تو یہ تو اصلاحِ قلب میں بہت ہی مُعین ہے۔ اور اسی ذکر کے وقت میں سے کُچھ وقت **محاسبہ** کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اِس طرح باتیں کرو کہ

اے نفس ایک دِن دُنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جاویگا۔ بیوی بچّے سب تجھے چھوڑ دینگے۔ اور خدا تعالےٰ سے واسطہ پڑیگا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہُوئے تو بخشا جائیگا۔ اور گناہ زیادہ ہُوئے تو جہنّم کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اِس لئے تُو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کیلئے کُچھ سامان کر۔ یہ عُمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اِسکو فضول رائگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تُو اسکی تمنّا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کرلوں۔ جس سے مغفرت ہوجائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اِس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔

(ماخوذ از وعظ اسباب الفتنہ)

Brighto
Inspired by Nature
Brighto
STAIN FREE
EASY WIPE
اب دیواریں رہیں
صاف شفاف
بِنا رنگ اُڑائے!
Brighto PAINTS
brighto.paints | Toll Free 08000-1973 | www.brightopaints.com

Monthly
AL-HASAN
JAMIA ASHRAFIA
CPL NO 142
1. Nila Gumbad, Anarkali, Lahore, Pakistan. Tel: (92-42) 3724 3761
2. Ferozpur Road, Lahore, Pakistan. Tel: (92-42) 3755 2772